بسم اللہ الرحمن الرحیم
وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا
اسلام میں ڈاڑھی کا مقام
افاضہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد رحمہ اللہ تعالی
تحریر حضرت مفتی محمد ابراھیم صادق آبادی مدظلہ
www.besturdubooks.net
ڈاڑھی کے موضوع پر جامع رسالہ جس میں ڈاڑھی کی عظمت،
ڈاڑھی کا فلسفہ، ڈاڑھی کے طبی فوائد، ڈاڑھی کا وجوب، ڈاڑھی کی
مقدارِ واجب اور اس قسم کے دیگر متعدد عنوانات کے تحت مدلل
و مفصل کلام کیا گیا ہے۔ نیز ڈاڑھی پر کیے جانے والے بے سروپا
اعتراضات کے مسکت جوابات پیش کئے گئے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

افاضہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر حضرت مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی مدظلہ

نام کتاب: اسلام میں ڈاڑھی کا مقام

فقیہ العصر حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

تاریخ طبع: ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

مطبع: حسان پرنٹنگ فون: 6642832

ناشر: کتاب گھر

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد

ناظم آباد۔ کراچی

فون نمبر......۶۶۸۳۳۰۱ فیکس نمبر......۶۶۲۳۸۱۴-۰۲۱

فاروق اعظم کمپوزر

فہرست

مقدمہ

یہ حقیقت محتاجِ بیان نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پوری مخلوق میں سب سے اعلیٰ واشرف اور بالا و برتر مخلوق حضرتِ انسان ہے، انسان کو یہ برتری صرف سیرت و کردار اور عقل وشعور کی وجہ سے ہی نہیں بلکہ صورت و خلقت کے لحاظ سے بھی حاصل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے خاص اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور حسین ترین سانچے میں ڈھالا ہے بالخصوص انسانی چہرہ حسن وجمال کا پیکر اور صانعِ قدرت کی صنعت و کاری گری کا خاص مظہر ہے۔ اسی شرف و امتیاز کی بدولت شریعت نے چہرے کو تمام اعضاء پر فوقیت دی اور اسے تقدس کا مقام عطا کیا۔

اگر غور کیا جائے تو مردانہ چہرے کے حسن کا سارا راز ڈاڑھی میں اور نسوانی حسن کا پورا راز زلفوں میں پوشیدہ نظر آئے گا۔ ڈاڑھی عقل ونقل کی رو سے مرد کے لئے طغرائے حسن وجمال اور تاجِ مردانگی کی حسین کلغی ہے، مگر افسوس کہ آج ڈاڑھی منڈانے کترانے کی وبا اس قدر عام ہو چکی ہے کہ بلا امتیازِ سن وسال پیر وجواں، خواندہ وناخواندہ، دیہی وشہری لاکھوں کروڑوں مسلمان یکساں اس کی لپیٹ میں ہیں، یہ تقلیدِ فرنگ کا ہی انمول کارنامہ ہے کہ آج کے مسلمان کو مسلمان صورت سے بیر ہے ورنہ کچھ زمانہ پیشتر ڈاڑھی کو مردانہ چہرے کا حسن اور مردوں کے لئے غیرت وحمیت کا امتیازی نشان تصور کیا جاتا تھا۔ چنانچہ اسی معنے میں بہت سے محاورے زبان زدِ عوام تھے، مثلاً کسی اہم کام کا عزم دہرانے کے لئے "ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنے" کا دستور، شرط باندھنے کے لئے "ورنہ ڈاڑھی منڈوا دوں گا" کا جملہ، کسی کو ذلیل اور بے آبرو کرنے کے لئے "ڈاڑھی نوچنے" کے الفاظ عام طور پر رائج تھے، اسی طرح کوئی باریش غلط کار اور بدچلن ہوتا تو لوگ ان الفاظ سے طعنے دیتے کہ "ارے ڈاڑھی رکھ کر چوری" یا "چہرے پر ڈاڑھی اور جھوٹ؟" وغیرہ وغیرہ۔

مگر دیکھ لیجئے زمانہ کی افسوں گری کہ یہی ڈاڑھی آج مسلمان نوجوان کی چڑ ہے۔ اس غربت کدۂ اسلام میں مسلمان کی سی صورت اختیار کرنا ایک جرم بن گیا۔ چنانچہ ایک نوجوان نے بتایا کہ وہ ایک مل میں کام کرتا تھا، مل مالک اس کی کارکردگی سے مطمئن اور اس سے ہر طرح خوش تھا، اللہ تعالیٰ

کی توفیق سے اس نے ڈاڑھی رکھ لی، یہ دیکھ کر مالک کی جان پر بن گئی اور ڈاڑھی منڈانے کے لئے اسے طرح طرح سے جھکمے دینے لگا، حتیٰ کہ تنخواہ میں بھی معقول اضافہ کی پیش کش کر دی، مگر اس غیور مسلمان نے اس کی ہر پیش کش جوتی کی نوک سے ٹھکرا دی۔

اسی طرح ایک اور نوجوان سے ملاقات ہوئی تو اس کے دوست نے بندہ سے یوں تعارف کرایا کہ انہیں ڈاڑھی رکھنے کے جرم میں والد نے گھر سے نکال دیا ہے، جب تک ڈاڑھی نہ منڈا دیں گھر میں قدم نہیں رکھ سکتے۔

ایک مجلس میں ڈاڑھی سے متعلق بات ہو رہی تھی، ایک پڑھا لکھا مگر بدلگام جاہل کہنے لگا میرا بس چلے تو پورے ملک میں پولیس کو حکم دوں کہ تمام ڈاڑھی والوں کو پکڑ پکڑ کر ان کی ڈاڑھیاں مونڈ دے۔

یہ عبرت کے لئے تین واقعات نقل کر دیئے گئے جو بندہ کے چشم دید ہیں ورنہ جستجو کی جائے تو اس بد قسمت معاشرہ میں اس قسم کے دل آزار اور ایمان سوز واقعات سینکڑوں کی تعداد میں جمع کئے جا سکتے ہیں۔ مقامِ عبرت ہے کہ کفار اپنے شعائرِ کفر پر اس مضبوطی سے قائم ہیں کہ باید و شاید۔ کہتے ہیں گاندھی جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں شرکت کے لئے گئے تو دھوتی باندھ رکھی تھی، اس لئے ان کو داخلہ سے روک دیا گیا کہ یا تو پینٹ پتلون پہن کر آئیں یا واپس ہو جائیں مگر انہوں نے یہ کہہ کر پینٹ پتلون پہننے سے انکار کر دیا کہ دھوتی میرا قومی اور مذہبی شعار ہے، اسے بدل نہیں سکتا۔ آخر مجبور ہو کر انگریزوں نے سپر ڈال دی اور دھوتی میں ہی ان کو شرکت کی اجازت دے دی۔ ایک طرف تو برہمن کی زناری کا یہ عالم ہے، دوسری طرف مسلمان قوم کے فکری افلاس اور ذہنی پستی کا یہ عالم ہے کہ کچھ عرصہ سے پاک فضائیہ میں ڈاڑھی رکھنے پر پابندی عائد ہے، ڈاڑھی رکھنے کے جرم میں کئی نوجوانوں کو ان کی نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔ چنانچہ اس ظالمانہ قانون کی زد میں آنے والے ایک مظلوم نوجوان نے جامعہ دارالعلوم کراچی کے رئیس مفتی محمد رفیع صاحب زید مجدہ کے نام لکھا:

"ہم بیالیس لڑکوں کی ڈاڑھیاں تھیں ان میں سے ہمارے پینتیس ساتھیوں نے ڈاڑھیاں منڈوا لیں۔ اس طرح کئی لڑکوں نے سینٹروں پر حاضری دینے سے پہلے ہی ڈاڑھیاں منڈوا لیں جبکہ ہم صرف سات لڑکوں نے نہیں منڈوائیں جس کے نتیجے میں ہمیں ڈسچارج کر دیا گیا۔ آپ کے اس بیان سے پہلے بھی ائیرفورس سے ڈاڑھی منڈوانے کی شرط ختم کرنے کے لئے بعض لڑکوں نے اپنا مطالبہ

اخبارات کو ارسال کیا تھا، لیکن اس پر کسی نے توجہ نہیں دی، میں چاہتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں حکومتِ وقت سے ملاقات کریں تاکہ ایئر فورس سے یہ لعنت یعنی ڈاڑھی منڈوانے کا آرڈر ختم ہو جائے اگر یہ ضابطہ ختم نہیں ہوا تو آپ خود اندازہ کرلیں کہ سال میں دو بار یہ انٹری ہوتی ہے اور اس میں پتہ نہیں کتنے لڑکے نوکری کی خاطر سنّتِ رسول کو شہید کرتے ہیں، اور کتنے ایسے ہیں جو سنتِ رسول پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے نوکری سے محروم کئے جاتے ہیں۔"

ایک دوسرے مراسلہ نگار لکھتے ہیں:

میرے ایک انتہائی قریبی عزیز نے ایئر فورس میں نوکری کے لئے تیاری کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرٹ پر کامیاب ہو گیا ہے لیکن متعلقہ ظالم اور لادینی ذہنیت رکھنے والے ذمہ داروں نے ڈاڑھی نہ رکھنے کی شرط عائد کردی تھی، اس شرط کی وجہ سے کئی افراد نے ڈاڑھیاں منڈوالی تھیں۔ ایک دن میں اپنے اس عزیز کے لئے سلیکشن سینٹر گیا تو متعلقہ آدمی نے کہا کہ جو ڈاڑھی منڈوالے وہ رہے گا ورنہ واپس چلے جاؤ، اس وقت صرف تین افراد ڈاڑھی والے رہ گئے تھے ان میں میرا یہ عزیز بھی تھا، باقی دونوں نے تو نوکری کی خاطر ڈاڑھیاں منڈوالیں، لیکن میرے عزیز نے نہیں منڈوائی، وہ میرے پاس آیا اور میں سلیکشن سینٹر کے ایک افسر سے بھی ملا لیکن اس نے بھی یہی جواب دیا، میں نے جب اصرار کیا تو اس نے یہ کہا کہ آپ کے عزیز کی ڈاڑھی چونکہ ابھی اچھی طرح نہیں نکلی ہے اس لئے سائیڈ میں قینچی چلا کر اسے چھوٹی کرلیں اس کے بعد ہم آگے بھیجدیں گے، پھر وہ جانیں اور آپ جانیں۔ میں نے اپنے اس عزیز کو سختی سے کہا کہ ڈاڑھی نہیں منڈوانا اس کے لئے نوکری چھوڑنی پڑے تو چھوڑ دینا۔

ایک مرحلے پر مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ پشاور سے ایک اسپیشل ٹیم آئی ہے اس نے تمام ڈاڑھی والے واپس کردیئے، چنانچہ معلوم ہوا کہ ایسے آٹھ افراد جنہوں نے ڈاڑھی رکھی ہوئی تھی، ان کو ڈاڑھی نہ منڈوانے کی وجہ سے واپس جانا پڑا۔ اس تمام صورت حال کے باوجود میں نے اپنے عزیز سے کہدیا ہے کہ ایسی نوکری پر لعنت بھیجو جس میں ڈاڑھی منڈوانی پڑے۔ (البلاغ بابت جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ / ستمبر ۲۰۰۰ء صفحہ ۳)

المیہ یہ کہ اسلام کے ایک اہم شعار اور مقدس حکم کے ساتھ یہ معاندانہ سلوک دشمنانِ اسلام کی طرف سے نہیں بلکہ روشن خیال اور مہذب مسلمانوں کی طرف سے ہے۔

ع یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ڈاڑھی سے بیر رکھنے والے ان عیسائیت پسند مسلمانوں سے کوئی پوچھے کہ ڈاڑھی سے انہیں کیا تکلیف ہے؟ جبکہ ہر محکمہ میں ڈاڑھی والے مسلمان دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ فرض شناس

مستعد اور دیانت دار ہوتے ہیں، لیکن شاید بے دین طبقے کو یہ گوارا نہیں کہ اس بگڑے ہوئے آدے میں کوئی دیندار اور خدا ترس انسان گھس آئے۔ اس لئے چن چن کر ایسے افراد کو نکالا جا رہا ہے - یہ صورت حال یقیناً اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دے رہی ہے۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ ڈاڑھی کی اہمیت اور اس کی شرعی حیثیت کو واضح کیا جائے۔

اس رسالہ کا مقصدِ تالیف ڈاڑھی کی قدر و منزلت کو اجاگر کر کے انہی بھولے بھٹکے مسلمانوں کو دعوتِ فکر دینا ہے جو بے سود ایک گناہِ بے لذت میں مبتلا ہیں۔

اس میں ڈاڑھی کے وجوب پر مفصل دلائل بھی ہیں اور منکرینِ وجوب کا مدلل رد بھی۔ نیز شرعی دلائل کے ساتھ ساتھ بعض غیر مسلم دانشوروں کے اقوال، ڈاڑھی کے طبی فوائد، اس کا فلسفہ اور موضوع کی مناسبت سے چند دل چسپ تاریخی واقعات بھی پیش کئے گئے ہیں اور ہر پہلو سے اسے جامع بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن کسی مسئلہ کے حق میں دلائل پیش کرنے کا ہر جگہ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ کوئی اختلافی مسئلہ ہے اور اس میں فریقِ مخالف بھی اپنے پاس کوئی معقول وجہ رکھتا ہے۔ قرآن مجید نے ان عناد پرست منکرین کے رد میں بھی دلائل کے انبار لگا دیئے جنہوں نے خالقِ کائنات کی قدرت کا انکار کیا اور اس کی عظمت اس درجہ گھٹا دی کہ عام انسانوں کی سطح سے بھی نیچے گرا کر صرف بیٹیوں کا باپ قرار دیا۔ اور ان لوگوں کا بھی پُرزور رد کیا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر و ساحر بلکہ کاہن و مجنون تک کہہ ڈالا اور خود قرآن کو قصّے کہانیوں کی کتاب قرار دے کر اس کی عظمت کا مذاق اڑایا۔ ڈاڑھی کا مسئلہ بھی کبھی اختلافی نہیں رہا۔

ڈاڑھی صرف حکمِ شریعت ہی نہیں بلکہ تقاضائے فطرت، لازمۂ شرافت و انسانیت، گروہِ انبیاء علیہم السلام کی محبوب سنت، تقویٰ و تقدس کی امتیازی علامت اور بلا امتیازِ مذہب و ملت تمام شرفاء کی سیرت رہی ہے۔ ایسے بدیہی مسئلہ سے اختلاف درحقیقت انسانی فطرت سے اختلاف ہے۔

ڈاڑھی کی عظمت

ڈاڑھی کی عظمت وبزرگی کی اس سے بڑی دلیل کیا ہوگی کہ یہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مشترکہ سنّت، مسلمان کا امتیازی شعار اور مرد کے لئے مایۂ حُسن وجمال ہے۔ اس کے برعکس ڈاڑھی کٹانا اور مونچھیں بڑھانا یہود ونصاریٰ، مجوس ومشرکین اور مذہب بیزار قوموں کا وتیرہ رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ والسواک الحدیث

(مسلم ۱/۱۲۹، ترمذی ۲/۱۰۴، ابوداؤد ۱/۹)

دس باتیں انسانی فطرت کا حصّہ ہیں مونچھیں کٹوانا، ڈاڑھی بڑھانا اور مسواک . . .

اس حدیث کی تشریح میں تقریباً تمام شراحِ حدیث نے تصریح کی ہے کہ فطرۃ سے مراد تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنّت ہے یعنی یہ باتیں صرف شریعتِ محمدیہ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ ہر نبی کی شریعت کا حصہ رہی ہیں، بالخصوص ڈاڑھی کا جزوِ فطرت ہونا تو ایک ایسی بدیہی حقیقت ہے جسے سمجھنے کے لئے طبعِ سلیم کسی دلیل وحجت کی محتاج نہیں، حدیث میں موجود لفظ فطرۃ سے یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ ڈاڑھی کا سنّتِ انبیاء ہونا بھی کوئی ایسا امرِ تعبّدی نہیں جس کا مشروع ومستحسن ہونا محض شریعت کے حکم سے معلوم ہو، بلکہ ڈاڑھی رکھنا انسان کی فطرت وسرشت کا تقاضا ہے، اس کے ثبوت کے لئے کسی خارجی دلیل کی ضرورت نہیں، جیسے بدن کے لئے صحت وتندرستی اصل چیز ہے اور مرض وعلالت ایک عارضہ۔ تندرست انسان اپنی تندرستی وتوانائی پر خوش ہوتا ہے جبکہ بیمار انسان اپنی بیماری اور ناچاقی پر کبھی خوش نہیں ہوتا بلکہ فکر وتشویش میں مبتلا رہتا ہے، تندرست انسان اگر عمر بھر بھی تندرست وتوانا رہے اسے کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آتا کہ میں تندرست کیوں ہوں؟ بیمار کیوں نہیں؟ جبکہ بیمار انسان ایک دن کے لئے بھی بیماری پر راضی نہیں ہوتا بلکہ ہمہ وقت مرض کے ازالہ میں کوشاں رہتا ہے اور اس کے لئے دعاء ودواء میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا، اسی طرح ڈاڑھی چونکہ انسانی فطرت ہے اس لئے ڈاڑھی کا چہرے پر آنا اور مرد کا ڈاڑھی رکھنا تقاضائے فطرت اور انسانی سرشت کا

حصہ ہے، جبکہ کسی مرد کے ڈاڑھی نہ اترنا یا اترنے کے بعد اسے مونڈ دینا ایک خلافِ وضع، خلافِ فطرت وانسانیت اور ہر پہلو سے ایک بدنما عمل ہے، جس سے طبعِ سلیم کا نفرت کرنا ایک قدرتی بات ہے۔ مگر نیرنگیٔ زمانہ دیکھئے کہ آج فرنگی تہذیب نے فطرت کا مفہوم ہی بگاڑ کر رکھ دیا۔ یورپ سے درآمد شدہ ہر چیز اس کے نزدیک داخلِ فطرت مگر ڈاڑھی ایسی معصوم اور پاکیزہ چیز خارج از فطرت ہے، ڈاڑھی کا مذاق اڑانا، فقرے کسنا آج کے بے دین اور آزاد طبع لوگوں کا ایک من پسند مشغلہ ہے۔

اس قسم کے ایک بدلگام اور ملحد کو حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو جواب ترکی بہ ترکی دیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ چنانچہ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا شہید سے کسی دہریہ نے کہا کہ ڈاڑھی ایک زائد اور فضول چیز ہے دلیل یہ ہے کہ پیدا ہونے کے وقت نہ تھی اس لئے اس کو ہرگز نہ رکھنا چاہیئے۔ اس پر مولانا نے جواب دیا تو پھر دانت بھی توڑ ڈالو، مولانا عبدالحی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موجود تھے فرماتے ہیں کہ واہ مولانا! کیا دندان شکن جواب دیا۔ (ملفوظاتِ حکیم الامت ص ۳۵۳ ج ۳)

آج مسلمان نوجوان کے فکر وشعور کی پستی اور بدمذاقی ملاحظہ کیجئے کہ باریش اور مردانہ صورت سے تو اسے بیر ہے لیکن بے ریش وبروت زنانہ صورت پر مفتون ہے، حالانکہ یہ وہ معیارِ حسن ہے جس سے ماضی میں عورتیں بھی گھن کھاتی تھیں، چنانچہ ذرا پیچھے لوٹ کر دیکھیں تو ماضی میں خواتین بھی حسن وجمال کا معیار ڈاڑھی کو سمجھتی تھیں، وہ ڈاڑھی مونڈے مرد کو اس سے کہیں زیادہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں جتنا آج کے زنانہ صورت مرد کسی باریش کو دیکھتے ہیں۔

یہاں اس تاریخی واقعہ کا ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا جو علامہ ابن بطوطہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے شیخ جمال الدین قرندری کے واقعات میں بیان کیا ہے کہ موصوف بڑے خوبصورت تھے ان پر ایک عورت عاشق ہوگئی اور وہ ان کے پیچھے پڑ کر ان کی طرف خطوط اور پیغامات بھیجتی رہی اور ان کا راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی اور ان کو اپنی ہوس کا شکار کرنے کی کوشش کرتی رہی، مگر شیخ موصوف نے اس کی نہ مانی۔ جب شیخ کے معاملہ نے اس عورت کو ناکام بنا دیا تو ایک بڑھیا عورت نے ایک مکر کے ذریعہ شیخ کو دامِ تزویر میں لانے کی کوشش کی۔ چنانچہ بڑھیا مکارہ شیخ کے راستہ میں اپنے ہاتھ میں ایک خط لے کر کھڑی ہوگئی، جب موصوف اس کے پاس سے گزرنے لگے تو بڑھیا نے کہا اے میرے سردار! کیا آپ خط پڑھنا جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں، وہ بڑھیا کہنے

لگی یہ میرے لڑکے کا خط ہے، میں چاہتی ہوں کہ آپ یہ خط مجھے پڑھ کر سنائیں۔ شیخ نے فرمایا: اچھا لاؤ خط، انہوں نے جب خط کھول کر پڑھنے کی کوشش کی تو بڑھیا نے کہا: "اے میرے سردار میرے لڑکے کی بیوی مکان کے صحن میں موجود ہے اگر آپ مہربانی فرماکر مکان کے دروازے کے اندر ہو کر یہ خط پڑھیں تو میری بہو بھی سن لے۔" شیخ نے فرمایا بہت اچھا، جب موصوف دروازے کے اندر ہوئے تو اس بڑھیا مکارہ نے دروازہ بند کر لیا اتنے میں وہ عورت آپہنچی جو شیخ پر فریفتہ تھی، اس نے شیخ سے خواہشِ نفسانی کی تکمیل کا مطالبہ کیا اور بصورتِ دیگر ان کو دھمکی دی، موصوف نے جب کوئی مخلص اور چارہ نہ پایا تو نہایت انکساری سے فرمایا کہ اچھا مجھے تیاری کا موقع دیا جائے چنانچہ وہ ایک کونہ میں چلے گئے اور استرا لے کر اپنی ڈاڑھی مونڈ ڈالی، یہ ابن بطوطہ کا بیان ہے، جب وہ عورت آئی اور اس نے شیخ کو دیکھا کہ وہ تو بالکل بے ریش ہیں تو اس عورت کا دل ان سے متنفر ہو گیا اور ان کو بدصورت سمجھ کر وہ اپنے ارمان کو دل میں لئے ہوئے واپس چلی گئی اور اس حیلہ سے شیخ کی جان و عزت بچ گئی۔ (حلیۃ المسلمین ترجمہ اللحیۃ فی نظر الدین ص۱۳)

ماضی کی طرف لوٹ کر دیکھیں تو ڈاڑھی کی تعظیم و تکریم میں مرد و زن بلکہ کافر و مسلم کا بھی امتیاز نہ تھا، کفار بھی مسلمانوں کی طرح چہرے پر ڈاڑھی سجاتے تھے، فرق تھا تو صرف اس قدر کہ کافر اسے مظہرِ حسن و جمال اور وجہِ افتخار سمجھ کر رکھتے تھے، لیکن مسلمان سنّتِ انبیاء علیہم السلام اور جزوِ دین سمجھ کر رکھتے۔ مصر کے عجائب خانہ میں فراعنۂ مصر کے مجسّمے محفوظ ہیں جن کے چہروں پر ڈاڑھیاں موجود ہیں، اسی طرح متعدد تاریخی روایات میں کفارِ قریش کی ڈاڑھیوں کا ذکر ملتا ہے۔ تاریخی واقعات سے اس کی شہادت ملتی ہے کہ کفار بھی ڈاڑھی کے احترام میں مسلمانوں سے پیچھے نہ تھے، ڈاڑھی رکھنے کو وہ طرۂ شرف و افتخار اور ڈاڑھی مونڈنے کو باعثِ ننگ و عار تصوّر کرتے تھے چنانچہ:

روم کے آخری دور کے بادشاہ کے پاس جب ایک بے ریش شخص بطور سفیر پہنچا تو اس نے خفگی کا اظہار کیا اور پوچھا کہ تمہارے بادشاہ کو ڈاڑھی والا کوئی شخص نہ ملا۔

(الصدیق ملتان، بابت اپریل ۱۹۵۴ء)

مشہور پرتگیزی امیر البحر دی گیسٹر و نے گوا میں جب کسی سے ایک ہزار کی رقم قرض لی تو اس کے عوض یہ کہتے ہوئے اپنی ڈاڑھی کے چند بال گروی رکھے کہ دنیا کا تمام سونا بھی میرے ان بالوں کی برابری نہیں کر سکتا۔ (حوالہ بالا)

خود ہمارے ملک میں چند سال پہلے تک ڈاڑھی منڈانا بطور شرط ذکر کیا جاتا تھا کہ "اگر یہ کام یوں نہ ہوا تو ڈاڑھی منڈا دوں گا"
بارلیش ایڈورڈ ہفتم کے روپے چند سال پہلے تک اور بارلیش ڈنلپ کے ٹائر اب بھی دستیاب ہوتے ہیں۔
لاہور ہائی کورٹ کے کچھ سابق بارلیش چیف ججوں کے فوٹو اب بھی چیف جسٹس ہال میں آویزاں ہیں۔ (ڈاڑھی کی اسلامی حیثیت۔ از قاضی شمس الدین صاحب مرحوم ص۱۱)
آج ڈاڑھی منڈانے کی لت وباء عام کی شکل اختیار کر چکی ہے مگر اس کی تاریخ کچھ زیادہ پرانی نہیں۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں:
• ہمارے زمانہ میں نصاریٰ کی مشابہت اور ان سے تقرب حاصل کرنے کے واسطے یہ مصیبت شروع ہوتی تھی ورنہ مجھے خوب یاد ہے کہ میرے بچپن میں کافروں کے بڑے آدمی بھی ڈاڑھی رکھا کرتے تھے۔ (ڈاڑھی کا وجوب ص۹)
ڈاڑھی کے جزو فطرت اور شعارِ حسن ہونے کے متعلق یہ گفتگو عام انسانی نقطۂ نظر سے تھی شریعت کی رو سے بھی مردانہ چہرے پر ڈاڑھی کا وہی مقام ہے جو انسانی چہرے پر ناک کا ہے۔ اس لئے شریعت نے اس کے اتلاف و زیان پر وہی دیت عائد کی ہے جو انسان کی ناک کاٹنے پر، یعنی پورے سو اونٹ کی دیت جو انسان کی جان کا خون بہا ہے۔ گویا ڈاڑھی کے زیان کا جرم انسانی قتل کے مترادف ہے لیکن یہ دیت اس صورت میں ہے کہ ڈاڑھی کے بال مونڈنے کے بعد دوبارہ چہرے پر نہ آئیں۔ یعنی بالوں کے اگنے کی صلاحیت ختم کر دی جائے، اگر صرف بلیڈ یا استرے سے مونڈ دی جائے تو اس جرم پر شدید تعزیر ہے۔

وفی اللحیۃ اذا حلقت فلم تنبت الدیۃ لانہ یفوت بہ منفعۃ الجمال۔

(ھدایہ کتاب الدیات ۴/۵۸۷)

ڈاڑھی کا فلسفہ:

ڈاڑھی رکھنے نہ رکھنے کی بحث سے قطع نظر ذیل میں چند ایسے مسلّم اور فطری اصول بیان کئے جا رہے ہیں جن سے کسی ذی شعور انسان کو اختلاف کی گنجائش نہیں۔

(۱) انسان کسی بھی کام میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس کے نفع و ضرر کے پہلوؤں کو دیکھ لیتا ہے، اگر وہ کام نفع رساں نظر آئے تو اسے اختیار کرتا ہے اور ضرر رساں ہو تو اس سے کنارہ کرتا ہے۔ ہر عاقل انسان کا اپنی ذات کے متعلق یہ حتمی فیصلہ ہوتا ہے اور اس سلسلے میں وہ کسی کی موافقت یا مخالفت کو خاطر میں

نہیں لاتا، دنیا کے کسی گمراہ سے گمراہ تر انسان کو لے لیجئے اس کے توہم پر مبنی مضحکہ خیز عقائد ونظریات پر سختی سے نکتہ چینی کیجئے، بلکہ جی بھر کر مذاق اڑائیے لیکن وہ جس چیز کو اپنی جگہ حق وصواب اور اپنے حق میں نافع سمجھے بیٹھا ہے اس سے بال برابر بھی ہٹنے کو تیار نہ ہوگا بلکہ مخالفین کی ہی پھبتی اڑائے گا کہ یہ نادان حق کی راہ سے بھٹکے پھرتے ہیں۔

اب آیئے اس فطری اصول کو مدنظر رکھ کر زیر بحث مسئلہ کا جائزہ لیں۔ ڈاڑھی مردانہ چہرے کی شناخت اور مرد کے لئے مظہر حسن وجمال ہونے کے علاوہ بے بہا طبّی فوائد بھی اپنے اندر رکھتی ہے، جبکہ ڈاڑھی مونڈنا زنانہ خصلت ہے، اس میں چہرے کے گنج اور بھدے پن کے علاوہ گوناگوں جسمانی نقصانات بھی ہیں۔ چنانچہ ایک ڈاکٹر لکھتا ہے :

ڈاڑھی پر بار بار استرا چلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے اور ان کی بینائی کمزور رہتی ہے دوسرا ڈاکٹر لکھتا ہے کہ نیچی ڈاڑھی مضر صحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینہ تک پہنچنے سے روک لیتی ہے۔ اور ایک ڈاکٹر تو یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر سات نسلوں تک مردوں میں ڈاڑھی منڈانے کی عادت قائم رہی تو آٹھویں نسل بغیر ڈاڑھی کے پیدا ہوگی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نسل میں مادۂ منویہ کم ہوتے ہوتے آٹھویں نسل میں مفقود ہو جائے گا۔

(ڈاڑھی کی قدر وقیمت ص۵۲)

ڈاڑھی کا مذہبی تقدس اور دینی احترام اس پر مستزاد ہے۔ چنانچہ ڈاڑھی منڈا مسلمان کیسا ہی بے دین، بے عمل اور گیا گزرا ہو، اپنے عقیدے کی رو سے ڈاڑھی کو مقدس ومحترم اور اس کے مونڈنے کو گھناؤنا جرم سمجھتا ہے۔ اس فطری اصول کی رو سے ہر مسلمان مرد کو باریش نظر آنا چاہئے مگر یہ عجیب معمّٰی ہے کہ آج کا روشن خیال مسلمان ایک طرف تو مذکورۃ الصدر تمام حقائق کو کھلے دل سے تسلیم کرتا ہے لیکن دوسری طرف اپنے کردار وعمل سے یک قلم ان کو جھٹلا دیتا ہے۔ طرفہ یہ کہ یہ گناہ ایک ایسے بدترین دشمن کی تقلید میں کر رہا ہے جس کے نام سے اسے چڑ ہے، چنانچہ کسی ڈاڑھی منڈے فیشن پرست کو اگر "انگریز"، "انگریز کا پٹھو" یا "انگریزیت زدہ" کہہ دیا جائے تو وہ یقیناً ان الفاظ کو گالی تصور کرے گا اور لڑنے مرنے پر اتر آئے گا۔ لیکن دوسری جانب اسی دشمن کی صورت پر دل وجان سے فدا ہے۔ ع خبط وجنوں نہ کہئے اسے تو کیا کہئے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت وعقیدت ایمان کی بنیاد واساس ہے، اس محبت کا اولین تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ اختیار کی جائے۔ ورنہ

خالی دعویٔ محبت کا کیا اعتبار؟ اس میں دو رائیں ممکن نہیں کہ کسی بھی انسان کے سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے کا پیمانہ اس کا کردار و عمل ہے، کوئی شخص اپنے زعم میں علم و عمل اور فضل و کمال کے ہزار دعوے کرے، مگر جب تک اس سے کسی کمال کا ظہور نہ ہو کوئی بھی ان دعووں پر کان دھرنے کو تیار نہ ہوگا۔ پھر قول و عمل کے تضاد کی صورت میں صرف یہی نہیں کہ اس دعوائے کمال میں اس کی تکذیب کردی جائے بلکہ ایسا بے اعتبار انسان لوگوں کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے گر جاتا ہے اور کوئی شخص اس کی سچی بات کو بھی سچ باور کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ آج کا مسلمان اسلام کے بلند بانگ دعووں اور عشق و محبت کے نعروں کی حد تک تو مؤمن بلکہ عاشقِ صادق ہے لیکن دعووں سے آگے گزر کر اس کے ظاہر و باطن کا جائزہ لیا جائے تو اس کی صورت و سیرت بلکہ ایک ایک ادا اس ہر دعوے کی نفی ہوتی ہے۔ دعویٰ تو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا مگر صورت و سیرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یکسر مختلف! یہ لوگ خود سوچ لیں کہ اس قسم کے پُرفریب نعروں سے کسی عام انسان کو بھی دھوکہ دیا جاسکتا ہے؟ اگر نہیں دیا جاسکتا تو بارگاہِ رسالت میں ان کھوکھلے نعروں کی کیا وقعت ہوسکتی ہے؟ انسان کو دعویٰ وہ زیب دیتا ہے جس کی پشت پر عمل کی تصدیق ثبت ہو۔ اسی حقیقت کو ایک عربی شاعر نے ان الفاظ کا جامہ پہنایا ہے ؎

تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ	ھٰذا لعمری فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقاً لاطعتہ	ان المحب لمن یحب مطیع

"تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا اور (زبان سے) محبت کا اظہار کرتا ہے۔ واللہ! یہ تو (ناممکن اور) عجیب سی بات ہے۔ اگر تیرا دعوائے محبت سچا ہوتا تو تو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوتا اس لئے کہ محب اپنے محبوب کا تابعِ فرمان ہوتا ہے"

محبت ایک ایسا باطنی محرک ہے جو محب کو محبوب کی ایک ایک ادا پر مر مٹنے پر مجبور کرتا ہے، اس کے مظاہر دنیا کی ہر قوم اور ہر قبیلے میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

جارج پنجم آنجہانی سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے ڈاڑھی کیوں رکھی ہے؟ جارج پنجم نے جواب میں کہا میں نے ڈاڑھی اس شخص کے منہ پر دیکھی ہے جو مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے، یعنی میرے والد ایڈورڈ ہفتم، بس اسی لئے میں نے ڈاڑھی رکھی ہے کیونکہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے (ڈاڑھی کی اسلامی حیثیت صـ۱۷)

کاش! آج کا مسلمان بھی محبوبِ کبریا صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ایسا مظاہرہ

کر دکھانا جیسے ایک کافر باپ کے کافر بیٹے نے کر دکھایا، یہ نام کے عاشق ذرا سوچیں کہ موت کی گھڑی ہر دم سر پر کھڑی ہے اسی حالت میں موت آگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کس منہ سے کریں گے؟۔

(۳) ڈاڑھی مسلمان کی حقیقی شناخت اور اس کے لئے طغرائے امتیاز ہے، باریش مسلمان کی مثال باوردی سپاہی کی ہے، جس کی صورت وہیئت سے رعب اور دبدبہ محسوس ہوتا ہے اور بے ریش مسلمان کی مثال بے وردی سپاہی کی ہے جسے سپاہی باور کرنے کو بھی کوئی تیار نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ باریش مسلمان کو ہر شخص احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اسے جھک کر سلام کرتا ہے، کسی کو اس سے طنز و استہزاء اور گستاخی کی جسارت نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس ڈاڑھی منڈے کے متعلق بسا اوقات یہ اشتباہ ہونے لگتا ہے کہ نہ معلوم یہ شخص مسلمان بھی ہے یا نہیں؟

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

ایک مجسٹریٹ صاحب اپنی ڈاڑھی رکھنے کا واقعہ بیان کرتے تھے کہ غدر کے زمانے میں انہیں ریل میں ہندو سمجھا گیا اور انہیں قتل کرنا چاہتے تھے کیونکہ شکل وصورت اور لباس سے ان کے مسلمان ہونے کا بالکل یقین نہیں آیا کیونکہ اس سے تو بالکل عیسائی معلوم ہو رہے تھے ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود ہیں یہ وہ مسلماں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

وہ کہتے تھے کہ میں غیرت اور شرم سے بالکل پانی پانی ہوگیا، انہیں دور لے جا کر پتلون کھول کر اندامِ نہانی دکھایا اور اس طرح اپنی جان بچائی اور آئندہ ڈاڑھی منڈانے سے توبہ کرلی۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے چھوٹے بھائی مولانا منشی اکبر علی صاحب مرحوم کے پاس ایک سب انسپکٹر اور ایک ہندو تحصیلدار ملنے کے لئے آئے، سب انسپکٹر کلین شیو تھا اور ہندو تحصیلدار کی گھنی ڈاڑھی تھی، گھر میں سے مسلمان کے لئے پان بن کر آیا تو نوکر نے غلطی سے ہندو کی ڈاڑھی دیکھ کر اسے مسلمان سمجھا اور اس کے سامنے پان پیش کیا، مسلمان سب انسپکٹر یہ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوئے اور مولانا اکبر علی صاحب نے انہیں غیرت دلانے کے لئے بہت ڈانٹا۔

(ڈاڑھی منڈانا گناہِ کبیرہ ہے ص۱۱ مرتبہ محمد اقبال قریشی صاحب)

بندہ جس دینی مدرسہ میں مدرس ہے اس سے متصل چند قدم کے فاصلہ پر عیسائیوں کا محلہ اور ان کا گرجا ہے آتے جاتے میرے ساتھ بارہا ایسا ہوا کہ کسی شخص کو سلام کیا، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عیسائی تھا یا کسی کو عیسائی ہونے کے شبہہ میں سلام نہ کیا مگر بعد میں پتہ چلا کہ وہ مسلمان تھا۔

مسئلہ کا یہ پہلو بھی غور طلب ہے کہ اس مشینی دور میں ٹریفک حادثات جس برق رفتاری سے پیش آرہے ہیں وہ محتاجِ بیان نہیں، بلکہ اب تو ہوائی جہاز اور ریل گاڑیوں کے حادثے بھی بکثرت پیش آنے لگے ہیں، بسا اوقات اس قسم کے ہولناک حادثات میں سینکڑوں جانیں تلف ہوجاتی ہیں، اب اگر مرنے والوں میں مسلم و غیر مسلم سب شریک ہوں اور کسی کی شکل و صورت سے بھی کوئی امتیاز نہ ہوسکے تو خود سوچئے یہ صورتحال کس قدر سنگین اور پریشان کن ہوگی؟

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں:

"مجھے ۴۷ء میں بہت سے نوجوانوں نے خود کہا کہ ہم ڈاڑھی منڈاتے تھے مگر اس قتل عام کے زمانہ میں اس ڈر سے رکھ لی کہ نہ معلوم کہاں مارے جائیں اور لوگ ہمیں ہندو سمجھ کر جلادیں۔ یہ خطرہ تو ہر وقت موجود ہے، نہ موت کا وقت معلوم ہے نہ جگہ" (ڈاڑھی کا وجوب ص۲۴)

(۴) ڈاڑھی، کہنے کو تو واجب کے درجے میں ایک شرعی حکم ہے لیکن اس پہلو سے اس کی اہمیت تمام واجبات سے بڑھ کر ہے کہ یہ اسلام کا ایک اہم شعار اور مسلمان کی مذہبی شناخت ہے، جیسے پنج وقتہ اذان یوں تو سنتِ مؤکدہ ہے، لیکن چونکہ شعارِ اسلام ہے اس لئے فقہاء کرام نے اس کی اتنی اہمیت بیان کی کہ کسی شہر کے لوگ اگر اذان ترک کردیں تو اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ ان سے جہاد کرے:

والقتال علیه لما انه من اعلام الدین وفی ترکه استخفاف ظاهر به۔

(شامیه ص۳۸۴ باب الاذان)

شعائر اللہ کا ادب واحترام مسلمان کا جزوِ ایمان ہے۔ قرآن کریم میں بھی اس کا واضح حکم موجود ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ الآیۃ (۵-۲)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو۔

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ (۲۲-۳۲)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا ادب احترام کرے تو یہ فعل دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

اور ڈاڑھی کا شعارِ اسلام ہونا ظاہر ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"شعائرِ اسلام ان اعمال وافعال کو کہا جائے گا جو عرفاً مسلمان ہونے کی علامت سمجھے جاتے ہیں اور محسوس ومشاہد ہیں، جیسے نماز، اذان، حج، ختنہ اور سنت کے مطابق ڈاڑھی وغیرہ"

(معارف القرآن ص۱۸ ج۳)

دنیا کے تمام ادیان و مذاہب میں ان کے مخصوص شعائر کو بڑی اہمیت حاصل ہے، بلکہ کسی مذہب وملت کی بقاء اور اس کے استحکام کی ضمانت یہی شعائر ہیں، ان شعائر کو مٹا دیا جائے تو یہ مذہب بھی از خود دنیا سے نیست و نابود ہو جائے گا۔ یہ حقیقت شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ نے اپنے تاریخی مکتوب "ڈاڑھی کا فلسفہ اور اس کی شرعی حیثیت" میں بسط وتفصیل سے بیان فرمائی ہے۔ ذیل میں اس کے چیدہ چیدہ اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں۔

حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"ہر نظام سلطنت و سیاست میں مختلف شعبوں کے لئے کوئی نہ کوئی یونیفارم مقرر ہے، پولیس کا یونیفارم اور ہے، فوج کا اور ہے، سوار کا اور ہے، پیادہ کا اور ہے، بری فوج کا اور ہے، بحری فوج کا اور ہے، ڈاک خانہ کا اور ہے، ریلوے کا اور ہے، پھر افسروں کا اور ہے، ماتحتوں کا اور، اور پھر اس پر مزید تاکید اور سختی یہاں تک ہے کہ ڈیوٹی ادا کرتے وقت اگر یونیفارم میں کوئی ملازم نہیں پایا جاتا تو مستوجب سزا شمار کیا جاتا ہے.... اور جس طرح یہ امر ایک نظام سلطنت وحکومت میں ضروری خیال کیا جاتا ہے اسی طرح اقوام و ملل میں بھی ہمیشہ اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے، اگر تفحص کریں گے تو انگلینڈ، فرانس، جرمنی، اٹلی، آسٹریلیا، امریکہ وغیرہ کو پائیں گے کہ وہ اپنے نشانات، جھنڈے یونیفارم علیحدہ علیحدہ رکھتے ہیں، واقف کار ہر ملک کے سپاہی کو دوسرے سے تمیز کر سکے گا اور اسی سے میدان جنگ اور ملکی وسیاسی مقامات میں امتیاز کیا جاتا ہے، ہر قوم اور ہر ملت اپنے اپنے یونیفارم اور نشانوں کو محفوظ رکھنا ازحد ضروری سمجھتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات اس میں خلل پڑنے سے سخت سے سخت وقائع پیش آتے ہیں، کسی حکومت کے جھنڈے کو گرا دیجئے، کوئی توہین کر دیجئے، کہیں سے اکھاڑ دیجئے، دیکھئے کس طرح جنگ کی تیاری ہو جاتی ہے۔ الغرض یہ طریقۂ امتیاز شعبہ ہائے مختلفہ اور اقوام وحکومت اور ملل کا ہمیشہ سے اور تمام اقوام میں اطراف عالم میں چلا آتا ہے، اگر یہ نہ ہو تو کوئی محکمہ اور کوئی حکومت دوسرے سے متمیز نہ ہو سکے۔ جو قوم اور جو ملک اپنے یونیفارم اور نشان کی محافظ نہیں رہی وہ بہت جلد دوسری قوموں میں منجذب ہو گئی حتی کہ اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ ہندوستان میں یونانی آئے، افغانی آئے، آریہ آئے، تاتاری آئے، ترک آئے، مصری اور سوڈانی آئے، مگر مسلمانوں سے پہلے جو قومیں بھی آئیں آج ان میں سے کیا کوئی ملت یا قوم متمیز ہے؟ کیا کسی کی بھی ہستی علیحدہ بتائی جا سکتی ہے؟ سب کے سب ہندو قوم میں منجذب ہو گئے۔ وجہ صرف یہ تھی کہ انہوں نے اکثریت کے یونیفارم کو اختیار کر لیا۔ دھوتی، چوٹی، ساڑھی، رسم و رواج وغیرہ میں انہی کے تابع ہو گئے، اسی لئے ان کی ہستی مٹ گئی۔

باوجود اختلاف عقائد سب کو ہندو قوم کہا جاتا ہے اور کسی کی قومی ہستی جس سے اس کی امتیازی شان ہو باقی نہیں۔ ہاں جن قوموں نے امتیازی یونیفارم کو باقی رکھا وہ آج بھی اپنی قومیت اور ملیت کا تحفظ اور امتیاز رکھتی ہیں۔۔۔ مسلمان اس ملک میں آئے اور تقریباً ایک ہزار برس سے زائد ہوتے ہیں کہ جب سے آئے ہیں اگر وہ اپنے خصوصی یونیفارم کو محفوظ نہ رکھتے تو اسی طرح ہندو قوم میں ہضم نظر آتے جیسے کہ مسلمانوں سے پہلے آنے والی قومیں ہضم ہو کر اپنا نام و نشان مٹا گئیں، آج بجز تاریخی صفحات کے ان کا نشان کرۂ ارض پر نظر نہیں آتا، مسلمانوں نے نہ صرف یہی کیا کہ اپنا یونیفارم محفوظ رکھا بلکہ یہ بھی کیا کہ اکثریت کے یونیفارم کو مٹا کر اپنا یونیفارم پہنانا چاہا، چند ہزار تھے اور چند کروڑ بن گئے، صرف یہی نہیں کیا کہ پاجامہ، کرتہ، عبا، قبا، عمامہ، دستار محفوظ رکھا بلکہ مذہب، اسماء رجال، تہذیب و کلچر، رسم و رواج، زبان و عمارت وغیرہ جملہ اشیاء کو محفوظ رکھا اس لئے ان کی ایک مستقل ہستی ہندوستان میں قائم رہی اور جب تک ان کی مراعات رکھیں گے رہے گی اور جب چھوڑ بیٹھیں گے مٹ جائے گی۔

ہر قوم نے جب بھی ترقی کی ہے تو اس کی کوشش کی ہے کہ اس کا یونیفارم، اس کا کلچر، اس کا مذہب، اس کی زبان دوسروں پر غالب اور دوسرے ممالک و اقوام میں پھیل جائے، آریہ قوم کی تاریخ پڑھو، فارسیوں کے کارنامے دیکھو، کلدانیوں اور عبرانیوں کی تاریخ کا مطالعہ کرو، یہودیوں اور عیسائیوں کے انقلابات کو غور سے دیکھو، دور کیوں جاتے ہو عربوں اور مسلمانوں کے اولوالعزم اعمال آپ کے سامنے موجود ہیں، عربی زبان صرف ملک عرب کی زبان تھی، عراق، سیریہ، فلسطین، مصر، سوڈان، الجیریا، تیونس، فارس، صحرائے لیبیا وغیرہ میں کوئی شخص نہ عربی زبان سے آشنا تھا نہ مذہب اسلام سے، نہ اسلامی رسم و رواج سے، مگر عربوں نے ان ملکوں میں اس طرح اپنی زبان، اپنا کلچر، اپنی تہذیب جاری کر دی کہ وہاں کی غیر مسلم اقوام آج بھی اسلامی یونیفارم، اسی کلچر، اسی تہذیب اور اسی زبان کو اپنی چیزیں سمجھتے ہیں۔ اسرائیلی قومیں، کلدانی نسلیں عربی خاندان، ترکی برادریاں بڑی بڑی ذاتیں وغیرہ ان دیار میں سب کی سب عربوں میں منہضم ہو گئی ہیں، اگر کسی کو اپنی ذات اور خاندان کا کچھ علم بھی ہے تو وہ بھی مثل خواب و خیال ہے۔۔۔ مذکورہ بالا معروضات سے بخوبی واضح ہے کہ کسی قوم اور مذہب کا دنیا میں مستقل وجود جب ہی قائم ہو سکتا ہے اور باقی بھی جب ہی رہ سکتا ہے جبکہ وہ اپنے لئے خصوصیات وضع قطع میں تہذیب و کلچر میں، بود و باش میں، زبان اور عمل میں قائم کرے۔ اس لئے ضروری تھا

کہ مذہبِ اسلام جو کہ اپنے عقائد و اخلاق و اعمال وغیرہ کی حیثیت سے تمام مذاہبِ دنیا دیہ اور تمام اقوامِ عالم سے بالاتر تھا اور ہے، خصوصیات اور یونیفارم مقرر کرے اور ان کے تحفظ کو قومی اور مذہبی تحفظ سمجھتا ہو، ان کے لئے جان لڑا دے، اس کی وہ خصوصیات اور یونیفارم خداوندی تابعداروں اور الٰہی بندوں کی یونیفارم ہوں جن سے وہ اللہ کے سرکشوں اور دشمنوں سے متمیز اور علیحدہ ہو جائے، اور ان کی بنار پر باغیان اور بندگانِ بارگاہ الوہیت میں تمیز ہوا کرے۔

چنانچہ یہی راز من تشبّه بقومٍ فهو منهم کا ہے جس پر بسا اوقات جوانوں کو غصہ آجاتا ہے، اسی بنا پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تابعداروں کے لئے خاص خاص یونیفارم تجویز فرمائے، کہیں فرمایا "ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامہ باندھنے سے ہوتا ہے" فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس (اوکما قال)

(ابوداؤد: ج ۲ ص ۲۰۹)

اسی بنا پر مخالفت اہل کتاب سے مانگ نکالنے میں اختیار کی گئی۔ اسی بنا پر ازار پاجامہ میں ٹخنے کھولنے کا حکم دیا گیا تاکہ اہل تکبر سے تمیز ہو جائے... انہی امور میں سے عربی میں خطبہ جاری کرنا بھی ہے اور انہی امور میں سے مونچھ کا منڈانا اور کتروانا اور ڈاڑھی کا بڑھانا بھی ہے۔

خالفوا المشركين وفروا اللحى واحفوا الشوارب (مسلم ج۱ ص۳۲۷ بخاری ص۸۷۵)

"مشرکین کی مخالفت کرو، ڈاڑھیاں بڑھاؤ مونچھیں کٹاؤ"

جزوا الشوارب وارخوا اللحى خالفوا المجوس (مسلم ج۱ ص ۳۲۷)

"مونچھیں کٹاؤ، ڈاڑھی بڑھاؤ، مجوس کی مخالفت کرو"

من لم يأخذ من شاربه فليس منا (ترمذی ۲/۱۰۵، نسائی ۲/۲۷۴)

"جو مونچھیں نہیں کٹواتا وہ ہم میں سے نہیں ہے"

ان روایات کے مثل اور بہت سی روایتیں کتبِ حدیث میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں مشرکین اور مجوسی ڈاڑھی منڈاتے تھے اور مونچھیں بڑھاتے تھے، (جیسا کہ آج عیسائی اور ہندو قوم کر رہی ہے) اور یہ امراض ان کے مخصوص یونیفارم سے تھا۔ بنا بریں ضروری تھا کہ مسلمانوں کو دوسرے یونیفارم کا جو کہ ان کے یونیفارم کے خلاف ہو حکم کیا جائے۔

نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لوگوں کا ڈاڑھی منڈانے کے متعلق یہ کہنا کہ یہ حکم اس زمانہ میں

عرب کے اس رواج کی وجہ سے ہے جو کہ ان میں جاری تھا کہ ڈاڑھیاں بڑھاتے تھے اور مونچھیں کٹاتے تھے، غلط ہے، بلکہ اس زمانہ میں بھی مخالفینِ اسلام کا یہ شعار تھا، جس طرح اس قسم کی روایاتِ مذکورہ بالا سے یہ معلوم ہوا کہ یہ یونیفارم مشرکین اور مجوس کا تھا اس لئے ضروری ہوا کہ مسلمانوں کو ان کے خلاف یونیفارم دیا جائے تاکہ تمیز کامل ہو۔

خلاصہ یہ نکلا کہ یہ ایک خاص یونیفارم اور شعار ہے کہ مقربانِ بارگاہِ الوہیت کا ہمیشہ سے یونیفارم رہا ہے اور پھر دوسری قومیں اس کے خلاف کو اپنا یونیفارم بنائے ہوئے بھی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو توڑنے والی ہیں اور اس سے بغاوت کرنے والی ہیں اسلئے دو وجہ سے اس یونیفارم کو اختیار کرنا ضروری ہوا۔

ڈاڑھی کا وجوب :

ڈاڑھی رکھنے کا وجوب بہت سی قرآنی آیات سے بھی اشارۃً ثابت ہے مثلاً :

(۱) وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ الآیۃ (۲-۱۲۴)

"اور جس وقت امتحان کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ان کے پروردگار نے چند باتوں میں اور وہ ان کو پورے طور سے بجالائے"

مفسرین نے اس آیت کی متعدد تفسیریں نقل کی ہیں، ان میں ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ کلمات سے مراد وہ دس اشیاء ہیں جنہیں حدیث میں فطرۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ مفسر آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

واختلف فیہا فقال طاوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما : انہا العشرۃ التی من الفطرۃ المضمضۃ والاستنشاق وقص الشارب واعفاء اللحیۃ

(روح المعانی ص۳۷۹ ج ۱)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس کے ذیل میں لکھتے ہیں :

قلت وقریب من ھذا ما ثبت فی صحیح مسلم عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر من الفطرۃ قص الشارب و اعفاء اللحیۃ . (تفسیر ابن کثیر ص۱۶۵ ج ۱)

(۲) وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ الآیۃ (۴-۱۱۹)

اس میں تغییرِ خلق کی تمام صورتیں داخل ہیں۔ چنانچہ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ

اس کے تحت لکھتے ہیں :

اور میں ان کو (اور بھی) تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے (اور یہ اعمالِ فسقیہ سے ہے جیسے ڈاڑھی منڈانا بدن گدانا وغیرہ) (بیان القرآن ص۱۵۷ ج ۲)

③ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ الآیۃ (۱۱-۱۱۳)

"اور ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے"

④ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ الآیۃ (۲۰-۹۴)

"ھارون نے کہا کہ اے میرے ماں جائے تم میری ڈاڑھی مت پکڑو اور نہ سر پکڑو"

⑤ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۲۴-۶۳)

"سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہیئے کہ ان پر کوئی آفت آن پڑے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جاوے"

⑥ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (۳۳-۲۱)

"تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا ہو، رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا"

⑦ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا الآیۃ (۵۹-۷)

"اور رسول تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو"

ان کے علاوہ بھی متعدد آیات ہیں جن کے عموم میں ڈاڑھی کا وجوب بھی داخل ہے مگر چونکہ یہ تمام آیات اس مضمون میں صریح نہیں ہیں اس لئے ان کی تفصیل میں جانے کی بجائے ہم ان احادیث کی طرف رجوع کرتے ہیں جن میں صریحاً ڈاڑھی بڑھانے مونچھیں کٹانے کا حکم مذکور ہے :

① عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : خالفوا المشرکین وفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب (صحیح البخاری ص۸۷۵ ج ۲، صحیح مسلم ص۱۲۹ ج ۱)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیاں خوب بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو"

" وفّروا " توفیر سے امر ہے ، اس کے معنی صرف ڈاڑھی رکھنا نہیں بلکہ بڑھانا اور پورے طور پر رکھنا ہے۔ چنانچہ شارحِ بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں :

وفّروا بتشدید الفاء امر من التوفیر وھو الابقاء ای اترکوھا موفّرۃ

(عمدۃ القاری ص۴۶ ج ۲۲)

مسلم کی روایت میں اوفوا اللحی کے الفاظ ہیں جن کے تحت شارحِ مسلم امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں :

و امّا اوفوا فھو بمعنی اعفوا ای اترکوھا وافیۃ کاملۃ لاتنقصوھا۔

(مسلم ص۱۲۹ ج ۱)

(۲) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : انھکوا الشوارب واعفوا اللحی . (صحیح البخاری ص۸۷۵ ج ۲ ۔ صحیح مسلم ص۱۲۹ ج ۱)

" حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مونچھیں خوب صاف کرو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ "

مسلم میں انھکوا کی جگہ احفوا ہے ، انھکوا انھاک سے امر ہے اور احفوا احفاء سے امر ہے ، دونوں کے معنی ہیں اچھی طرح صاف کر دینا ، خوب کاٹ دینا ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

قولہ انھکوا ای بالغوا فی القص والنھاك المبالغۃ (عمدۃ القاری ص۴۶ ج ۲۲)

اور امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں :

قال ابن درید : یقال ایضاً حفا الرجل شاربہ یحفوہ حفوًا اذا استاصل اخذ شعرہ (مسلم ص۱۲۹ ج ۱)

اور اعفوا کے معنی اوپر گزر چکے کہ اترکوھا وافیۃ کاملۃ لاتنقصوھا۔

(۳) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحیۃ ۔ (صحیح مسلم ص۱۲۹ ج ۱)

" حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں پست کرنے اور ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا "

(۴) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزّوا الشوارب وارخوا اللحیٰ خالفوا المجوس. (صحیح مسلم ص۱۲۹ ج۱)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مونچھیں صاف کرو اور ڈاڑھیاں چھوڑ دو، مجوس کی مخالفت کرو۔"

جزّوا جزّ سے امر ہے جس کے معنی ہیں بالوں کو اس قدر صاف کر دینا کہ نیچے کی کھال ظاہر ہو جائے۔ شارحِ مسلم مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

قولہ "جزّوا الشوارب" الخ من الجزّ بالجیم والزاء الثقیلۃ قصّ الشعر والصوف الی ان یبلغ الجلد. (فتح الملہم ص۴۰۹ ج۲)

ارخوا ارخاء سے امر ہے جس کے معنی لٹکا دینا اور دراز کرنا ہے۔ مولانا لکھتے ہیں:

قولہ "وارخوا اللحیٰ" الخ بالخاء المعجمۃ بلا ھمز ای اطیلوھا (ایضاً ص۴۰۹ ج۲)

(۵) عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر من الفطرۃ قصّ الشارب واعفاء اللحیۃ الحدیث (صحیح مسلم ص۱۲۹ ج۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دس چیزیں انسانی فطرت کا حصہ ہیں مونچھیں خوب صاف کرنا اور ڈاڑھی بڑھانا الخ

قصّ کے معنی بھی اچھی طرح کاٹ کر بالکل صاف کر دینا ہے۔

والمراد بالحدیث المبالغۃ فی اخذ الشارب حتی یبدو حرف الشفتین

(فتح الملہم ص۴۰۳ ج۲)

(۶) عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ ولا تشبھوا بالیھود. (شرح معانی الآثار للطحاوی ص۳۰۰ ج۲)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مونچھیں پست کرو ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور یہود سے مشابہت نہ اختیار کرو۔"

(۷) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اعفوا اللحیٰ وخذوا الشوارب وغیّروا شیبکم ولا تشبھوا بالیھود والنصاریٰ.

(الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد ص۳۱۴ ج۱۷)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا ڈاڑھیاں بڑھاؤ مونچھوں کے بال لے لو (مہندی یا وسمہ کے ذریعے بالوں کی) سفیدی تبدیل کردو اور یہود ونصاریٰ سے مشابہت نہ اختیار کرو۔"

⑧ عن ابی امامة رضی اللہ تعالیٰ عنه فی حدیث طویل قال قلنا یا رسول اللہ! ان اهل الکتاب یقصون عثانینهم ویوفرون سبالهم قال فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم قصوا سبالکم ووفروا عثانینکم وخالفوا اهل الکتاب۔

(الفتح الربانی ص۲۳۷ ص۱۳ ج ۱۷)

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) اپنی ڈاڑھیاں کٹاتے اور مونچھیں بڑھاتے ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم اپنی مونچھیں صاف کرو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔"

شارحِ مسند احمد شیخ احمد عبدالرحمٰن البنا رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

والمعنی ان الیهود کانوا یقصون لحاهم ویترکون شواربهم کما یفعله السواد الاعظم من الناس الآن فی زمننا هذا حتی بعض العلماء فلاحول ولاقوة الا باللہ۔ (الفتح الربانی ص۲۳۷ ج ۱۷)

مطلب یہ کہ یہود (ونصاریٰ) اپنی ڈاڑھیاں منڈاتے اور مونچھیں چھوڑتے تھے جیسا کہ آج کے دور میں لوگوں کی اکثریت یہی کر رہی ہے، حتیٰ کہ بعض علماء بھی۔ فلاحول ولاقوۃ الا باللہ! (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کا حکم فرمایا)

⑨ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اوفوا اللحی وقصوا الشوارب قال وکان ابراهیم علیه السلام (خلیل الرحمٰن) یوفی لحیته ویقص شاربه (المعجم الکبیر للطبرانی ص۲۲۱ ج ۱۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں صاف کرو، اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ڈاڑھی بڑھاتے اور مونچھیں صاف رکھتے تھے۔

⑩ عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان اهل الشرك یعفون شواربهم ویحفون لحاهم فخالفوهم فاعفوا اللحی واحفوا الشوارب

رواه الطبرانی باسنادین۔ (مجمع الزوائد ص۱۶۶ ج ۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مشرک لوگ اپنی مونچھیں بڑھاتے اور ڈاڑھیاں کٹاتے ہیں تو تم لوگ ان کی مخالفت کرو ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔"

(۱۱) وفی قصۃ رسولی کسریٰ بن ھرمز ملک فارس فخرجا حتی قدما علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد حلقا لحاھما واعفیا شواربھما فکرہ النظر الیھما وقال ویلکما من امرکما بھذا، قالا ربنا، یعنیان الملک فقال لکن ربی امرنی ان اعفی لحیتی واقص شاربی۔ (الکامل لابن اثیر ص۱۴۶ ج ۲ - البدایۃ والنھایۃ ص۲۶۹ ج ۴)

شاہ ایران کسریٰ بن ہرمز نے دو قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (ناپاک ارادے سے) بھیجے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، ان دونوں نے اپنی ڈاڑھیاں منڈائی ہوئی تھیں اور مونچھیں بڑھائی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ فرمایا اور ان دونوں سے ارشاد فرمایا: تمہارا ناس ہو تمہیں اس (گناہ) کا کس نے حکم دیا؟ وہ بولے ہمارے رب یعنی شاہ ایران نے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے رب نے تو مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی ڈاڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں کٹاؤں۔

(۱۲) عن عبید اللہ بن عتبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: جاء رجل من المجوس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحلق لحیتہ واطال شاربہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ماھذا؟ قال ھذا فی دیننا قال فی دیننا ان نجز الشارب وان نعفی اللحیۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص۱۱۰ ج ۶)

حضرت عبید اللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مجوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جس نے اپنی ڈاڑھی منڈا رکھی تھی اور مونچھیں بڑھائی ہوئی تھیں، یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ چیز ہمارے دین میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے دین میں تو یہ ہے کہ ہم مونچھیں صاف کریں اور ڈاڑھی بڑھائیں۔"

(۱۳) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من مثل بالشعر فلیس لہ عند اللہ خلاق۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ص۴۲ ج ۱۱)

" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: جس نے بالوں کی صورت بگاڑدی اس کے لئے اللہ کے ہاں (اجروانعام کا) کوئی حصہ نہیں۔"

(۱۴) وعن عثمان بن عبيد الله بن ابى رافع انه رأى اباسعيد الخدرى وجابر بن عبد الله وعبد الله بن عمرو وسلمة بن الاكوع واباسيد البدرى ورافع بن خديج و انس بن مالك يأخذون من الشوارب كأخذ الحلق ويعفون اللحى وينتفون الآباط وفى رواية ويقصّون الاظفار۔ رواه الطبرانى (مجمع الزوائد ص۱۶۶ ج ۵)

"عثمان بن عبید اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے (صحابہ میں سے) حضرت ابوسعید خدری، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ بن عمرو، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت ابواسید بدری، حضرت رافع بن خدیج اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا کہ مونچھیں خوب صاف کرتے اور ڈاڑھیاں بڑھاتے تھے، بغلوں کے بال نوچتے، اور ایک روایت میں ہے کہ ناخن ترشواتے تھے۔"

(۱۵) عن شرحبيل بن مسلم قال رأيت خمسة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقمون شواربهم ويعفون لحاهم ويصفرونها ابا امامة الباهلى والحجاج بن عمرو الثمالى والمقدام بن معدى كرب وعبد الله بن بشير وعتبة بن عمرو السلمى كانوا يقمون مع طرف الشفة۔ رواه الطبرانى واسناده جيّد۔ (مجمع الزوائد ص۱۶۷ ج ۵)

"شرحبیل بن مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ان پانچ حضرات کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل صاف رکھتے اور ڈاڑھیاں بڑھاتے اور ڈاڑھیوں میں زرد رنگ کا خضاب کرتے، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت حجاج بن عامر ثمالی، حضرت مقدام بن معدی کرب، حضرت عبد اللہ بن بشیر اور حضرت عتبہ بن عمرو السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہ حضرات مونچھیں صاف کرکے لب کے کنارہ کے برابر کردیتے۔"

ان احادیث سے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا وجوب صراحۃً ثابت ہے بلکہ غور کیا جائے تو ایک پہلو سے نہیں متعدد پہلوؤں سے وجوب ثابت ہو رہا ہے مثلاً:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کو فطرۃ میں شمار کیا ہے یعنی یہ حکم صرف شریعتِ محمدیہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ انسان کی فطرت وجبلّت کا حصہ ہے، اس لئے تمام ادیان وشرائع میں اسے مشترک رکھا گیا، ڈاڑھی ہر نبی کی سنت ہے اور فطری اعضاء

یعنی ناک، کان، آنکھ وغیرہ کی طرح اس کی حفاظت ونگہداشت واجب ہے۔ مشہور لغوی اور امام حدیث علامہ محمد طاہر پٹنی حدیث عشر من الفطرۃ کی تشریح کرتے ہیں:

عشر من الفطرة ای من السُّنة ای سنن الانبياء عليهم السلام التی امرنا بالاقتداء بهم فيها (ك) ای من السنة القديمة التی اختارها الأنبياء عليهم السلام واتفقت عليها الشرائع فكانما امر جبلی فطروا عليها. منها قص الشارب فسبحانه ما اسخف عقول قوم طولوا الشارب واحفوا اللحی عكس ما عليه فطرة جميع الامم قد بدّلوا فطرتهم، نعوذ بالله. (مجمع بحار الانوار ص۱۵۸ ج ۴)

دس چیزیں فطرت یعنی سنت سے ہیں ان تمام انبیاء علیہم السلام کی سنّت سے، جن کی اقتداء کا ہمیں (قرآن مجید میں) حکم دیا گیا ہے، یہ اشیاء اس قدیم اور دیرینہ سنّت سے ہیں جسے تمام انبیاء علیہم السلام نے اختیار فرمایا اور تمام شریعتوں نے جس پر اتفاق کیا۔ گویا یہ ایک ایسی فطری اور خلقی چیز ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا گیا، انہی سنن فطرت میں مونچھوں کا صاف کرنا بھی ہے۔ افسوس! ان لوگوں کی کس قدر مت ماری گئی جنہوں نے پوری انسانیت کی فطرت کے برعکس مونچھیں بڑھالیں اور ڈاڑھیاں صاف کرادیں، ان لوگوں نے اپنی فطرت وجبلّت تبدیل کردی ہم (اس قبیح حرکت سے) اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(۲) ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم امر کے صیغوں سے دیا گیا ہے: وفّروا، اعفوا ارخوا۔ اور امر کا صیغہ ہمیشہ وجوب کے لئے آتا ہے الا لعارض۔ قرآن وحدیث سے اس کی سینکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، لہٰذا مذکورہ بالا نصوص کی رو سے ڈاڑھی بڑھانا واجب اور منڈانا یا کترانا معصیت اور حرام ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِينًا ۝ (۳۳ - ۳۶)

اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیدیں کہ ان کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار رہے اور جو شخص اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا۔

(۳) ڈاڑھی منڈانا یا کترانا اپنی جگہ ایک سنگین گناہ ہونے کے علاوہ دشمنانِ اسلام یہود و نصاریٰ اور مجوس کی مشابہت ونقالی بھی ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں

ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم صادر فرمایا وہاں ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو، یعنی ان کی شکل وصورت اختیار کرنے سے بچو، احادیث میں تشبّہ بالاغیار پر شدید وعیدیں سنائی گئی ہیں اگر مسلمان مرد مسلمان عورتوں کی مشابہت اختیار کریں تو اس پر بھی لعنت کی گئی:

لعن اللّٰہ المتشبّھین من الرجال بالنساء والمتشبّہات من النساء بالرجال

(بخاری ۲/۸۷۴)

چہ جائیکہ کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ سے اعراض کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی شکل وصورت اختیار کرلے، احادیث کی روسے یہ وعید سن کر ایسے لوگوں کو کانپ جانا چاہئے کہ غیروں کی نقالی کرنے والے لوگوں کا انجام انہی اغیار کے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من تشبّہ بقومٍ فھو منھم (ابوداود ص۲۰۳ ج ۲)

"جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہے"۔

المرء مع من احبّ (بخاری ص۹۱۱ ج ۲)

"آدمی کا انجام اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھے"

الرجل علی دین خلیلہ (ترمذی ص۶۱ ج ۲)

"آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔"

من احبّ قومًا حشرہ اللّٰہ فی زمرتھم (طبرانی ص۱۹ ج ۳ حدیث نمبر ۲۵۱۹)

"جو شخص کسی قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو اسی قوم کے جتھے میں اٹھائیں گے"۔

(۴) بالوں کے مثلہ کرنے پر سخت وعید سنائی گئی کہ ایسے شخص کے لئے آخرت میں اجر وثواب کا کوئی حصہ نہیں، مثلہ کے معنی ہیں کسی چیز کو مسخ کرنا، اس کی شکل وصورت بگاڑ دینا۔ امام ابن اثیر جزری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

مثلت بالحیوان امثل بہ مثلاً اذا قطعت اطرافہ وشوّھت بہ و مثلت بالقتیل اذا جدعت انفہ او اذنہ او مذاکیرہ او شیئا من اطرافہ۔

(النھایہ ص۲۹۴ ج ۴)

یہاں بھی مثلہ سے یہی مراد ہے کہ ڈاڑھی کے بال منڈوا کر کتروا کر یا سفید بالوں کو سیاہ کرکے

ان کی فطری شکل وصورت بگاڑدی جائے۔

نکتہ عجیبہ : مرشدی قبلہ حضرت مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم نے اثناء وعظ ارشاد فرمایا کہ حدیث میں ہے :

جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اسے حتی الامکان دور کرنے کی کوشش کرے (نہ آنے دے) کہ شیطان مسلمان کو اس حالت میں دیکھ کر ہنستا ہے۔ (بخاری)

شیطان مسلمان کا ازلی دشمن ہے ذراسی دیر کے لئے مسلمان کا منہ کھلتا اور چہرہ بگڑتا دیکھ کر خوش ہوجاتا ہے اور خوشی کے مارے ہنس پڑتا ہے۔ یہاں ڈاڑھی منڈانے کترانے والے مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے کہ وہ چوبیس گھنٹے شکلوں کو بگاڑ کر رکھتے ہیں، شیطان ان کی بگڑی شکلیں دیکھ کر کس قدر ہنستا ہوگا؟

⑤ ڈاڑھی کے وجوب کی ایک اہم اور باوزن دلیل یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانے کا گناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث اذیت ونفرت ہے، چنانچہ جب کسریٰ کے بھیجے ہوئے دو مجوسی سفیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو باوجود اس کے کہ وہ غیر ملکی قاصد اور مہمان تھے، مگر چونکہ ڈاڑھیاں منڈا رکھی تھیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہروں کو دیکھنا بھی گوارا نہ فرمایا اور ناگوار لہجے میں ویلکما (تمہارا ناس ہو) کے الفاظ سے انہیں خطاب فرمایا۔

یہ ان مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور نام لیوا کہلانے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی صورت اختیار کرنے سے محروم ہیں۔ ذرا سوچیں کل کس منہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کریں گے؟ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ بڑی دلسوزی سے لکھتے ہیں :

مسلمانوں کے سوچنے کی بات ہے کہ مرنے کے بعد سب سے پہلے قبر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا ہوگا اور اس ڈاڑھی منڈے ہوئے چہرہ سے اس پاک ذات کو کتنی تکلیف ہوگی جس کی شفاعت پر ہم مسلمانوں کی امیدیں وابستہ ہیں۔ (ڈاڑھی کا وجوب ص۲۸)

خلاصہ یہ کہ صحیح وصریح احادیث کی رو سے ڈاڑھی کا بڑھانا واجب اور منڈانا کترانا قطعی حرام اور معصیت ہے۔

اجماعِ امت :

صریح احادیث کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت توقطعاً نہیں رہتی مگر مسئلہ کی مزید تنقیح وتوضیح کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اکابر امت کی چند تصریحات بھی پیش کردی جائیں تاکہ مسئلہ میں کسی پہلو سے ابہام یا تشنگی نہ رہے ۔ واضح رہے کہ ڈاڑھی بڑھانے کے وجوب اور منڈانے کی حرمت پر پوری امت کا اجماع قائم ہے ۔ مذاہبِ اربعہ کی تصریحات بالاختصار ملاحظہ ہوں :

① شارحِ ھدایہ امام کمال الدین ابن الہمام حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں :

واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد (فتح القدیر ص۲۷۰ ج ۲)

باقی رہا مقدارِ مشت سے چھوٹی ڈاڑھی کو کاٹنا جیسا کہ بعض مغربی باشندوں اور مخنث بننے والے مردوں کی عادت ہے ، تو کوئی عالم بھی اس کے جواز کا قائل نہیں ۔

فقہ حنفی کی شہرۂ آفاق کتاب درمختار میں بھی یہی عبارت ہے اور اس پر یہ اضافہ ہے :

واخذ كلها فعل هنود الهند ومجوس الاعاجم (رد المحتار ص۴۱۸ ج ۲)

اور پوری ڈاڑھی منڈا دینا تو ہندوستان کے ہندوؤں اور عجمی مجوسیوں کا فعل ہے ۔

شارحِ ابی داؤد مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہ لکھتے ہیں :

وقص اللحية من سنن الاعاجم وهو اليوم شعار كثير من المشركين والافرنج والهنود ومن لاخلاق له في الدين ممن يتبعونهم ويحبون ان يتزيوا بزيهم وكذا يحرم على الرجل قطع لحيته فعلم من ذلك ان ما يفعله بعض من لا خلاق له في الدين من المسلمين في الهند والاتراك حرام . (بذل المجهود ص۳۳ ج ۱)

ڈاڑھی کترانا عجمی لوگوں کا طریقہ ہے ، اور آج یہ بہت سے مشرکوں ، انگریزوں ، ہندوؤں اور ان لوگوں کا شعار ہے جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں ، جو ان (باغیوں) کے پیرو ہیں اور ان کی وضع قطع اختیار کرنا پسند کرتے ہیں ۔ اسی طرح مرد کے لئے ڈاڑھی کٹانا حرام ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض بے دین ہندی اور ترکی مسلمان جو ایسا کرتے ہیں تو ان کا یہ فعل حرام ہے ۔

② ذهب السادة المالكية حرمة حلق اللحية وكذا قصها اذا كان يحصل به مثلة واما اذا طالت قليلاً وكان القص لا يحصل به مثلة فهو خلاف الاولىٰ

اومکروہ کما یؤخذ من شرح الرسالۃ لابی الحسن وحاشیتہ للعدوی رحمہما اللہ اھ

(حکم اللحیۃ فی الاسلام للشیخ محمد الحامد صنا)

حضرات مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانا حرام ہے، اسی طرح ڈاڑھی کا کترانا بھی حرام ہے جبکہ مثلہ کی حد تک ہو (یعنی شکل بگڑ جائے اور انسان بدصورت لگے) اور جب ڈاڑھی قدرے لمبی ہو جائے اور کترانا مثلہ کی حد تک نہ ہو تو بھی خلافِ اولیٰ یا مکروہ ہے۔ یہ مسئلہ امام ابوالحسن کی "شرح الرسالہ" اور اس کے حاشیہ (حاشیۂ عدوی) سے ماخوذ ہے۔

وقال القرطبی لایجوز حلقہا ولا نتفہا ولا قصہا۔

(تحریم حلق اللحیۃ للشیخ عبدالرحمن بن محمد الحنبلی رحمہما اللہ تعالیٰ)

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ڈاڑھی مونڈنا نوچنا اور کترنا ناجائز (اور حرام) ہے،

وقال القاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ یکرہ حلقہا و قصہا و تحریقہا۔

(مسلم مع شرح النووی ص۱۲۹ ج۱)

قاضی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ڈاڑھی مونڈنا، کترنا، چھانٹنا مکروہ ہے۔

یہاں یکرہ سے مراد کراہۃ تحریمیہ ہے (جو حرام ہی کے حکم میں ہے) شیخ حمود عبداللہ لکھتے ہیں:

من قال من الفقہاء ان حلق اللحیۃ مکروہ فمرادہم بذلک کراہۃ التحریم وھذا کثیر فی عبارات المتقدمین۔ (کتاب الرد علی من اجاز حلق اللحیۃ ص۱۶)

جن فقہاء نے ڈاڑھی منڈانے کو مکروہ قرار دیا ہے ان کی مراد کراہۃ تحریمیہ ہے۔ اور متقدمین فقہاء کی عبارات میں اس کی کثیر مثالیں موجود ہیں۔

(۳) مذہب السادۃ الشافعیۃ قال فی شرح اللباب: (فائدۃ) قال الشیخان یکرہ حلق اللحیۃ واعترضہ ابن الرفعۃ بان الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نص فی کتاب (الام) علی التحریم وقال الاوزاعی: الصواب تحریم حلقہا جملۃ لغیر علۃ بہا اھ ومثلہ فی حاشیۃ ابن قاسم العبادی علی الکتاب المذکور اھ (حکم اللحیۃ فی الاسلام ص۱۰)

حضرات شافعیہ کا مذہب، شرح اللباب میں لکھا ہے کہ شیخین نے فرمایا ڈاڑھی منڈانا مکروہ ہے، اس پر ابن الرفعہ نے اعتراض کیا کہ (کراہۃ کا قول صحیح نہیں ہے اس لئے کہ) امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب الام میں تصریح کی ہے کہ ڈاڑھی منڈانا حرام ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ بلا عذر و تکلیف پوری ڈاڑھی منڈا دینا حرام ہے۔ مذکور الصدر کتاب پر ابن قاسم

عبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو حاشیہ تحریر فرمایا ہے اس میں بھی اسی طرح لکھا ہے (کہ منڈانا حرام ہے)

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وفی اللحیۃ عشر خصال مکروھۃ وبعضھا اشد کراھۃ من بعض خضابھا بالسواد وتبییضھا بالکبریت ونتفھا ونتف الشیب منھا (احیاء العلوم ص۲۶۸ ج ۱)

ڈاڑھی کے معاملے میں دس خصلتیں مکروہ اور ناپسندیدہ ہیں، ان میں بعض خصلتیں بعض کی بنسبت زیادہ مکروہ ہیں، ڈاڑھی کو سیاہ خضاب کرنا، گندھک کے ذریعے (قبل از وقت) سفید کرنا، ڈاڑھی کے بال نوچنا، اس میں سے سفید بال نوچنا۔

آگے انہوں نے ان مکروہ خصلتوں میں سے ہر ایک کو الگ الگ مفصل بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ دو صفحوں کے بعد لکھتے ہیں :

ورد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابن ابی لیلیٰ قاضی المدینۃ شھادۃ من کان ینتف لحیتہ واما نتفھا فی اول النبات تشبھاً بالمرد فمن المنکرات الکبار فان اللحیۃ زینۃ الرجال فان للہ سبحانہ ملائکۃ یقسمون والذی زین بنی آدم باللحی وھو من تمام الخلق وبھا یتمیز الرجال عن النساء (ص۲۷۰)

حضرت عمر بن خطاب اور قاضیٔ مدینۂ منورہ ابن ابی لیلیٰ نے ڈاڑھی کے بال نوچنے والے شخص کی گواھی رد فرمادی۔ باقی رہا بے ریش لوگوں کی مشابہت اختیار کرنے کے لئے سبزۂ آغاز سے ہی بالوں کا اکھاڑنا تو یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اس لئے کہ ڈاڑھی مردوں کی زینت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ مخصوص فرشتے ہیں جو ان الفاظ سے قسم اٹھاتے ہیں : والذی زین بنی آدم باللحی "قسم ہے اس ذات کی جس نے زینت بخشی اولادِ آدم کو ڈاڑھیوں کے ذریعے" اور خلقت کی تکمیل ڈاڑھی سے ہے اور ڈاڑھی کے ذریعے ہی مرد عورتوں سے ممتاز ہوتے ہیں"

لڑکوں کی سی صورت بنانے کے لئے آغازِ شباب میں اترنے والے چند بالوں کے لینے کو امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کبیرہ گناہوں میں شمار کر رہے ہیں، وہ لوگ جو زنانہ صورت پر فدا ہیں اور اس کے لئے روز ڈاڑھی پر استرا چلاتے ہیں کتنے بڑے مجرم ہیں خود سوچ لیں!

(۴) ومذھب السادۃ الحنابلۃ نص علی تحریم حلق اللحیۃ، فمنھم من صرح بان المعتمد حرمۃ حلقھا ومنھم من صرح بالحرمۃ ولم یحک فیہ خلافاً کصاحب الانصاف کما یعلم ذلک بالوقوف علی شرح المنتھی وشرح منظومۃ الآداب وغیرھا۔

(حکم اللحیۃ فی الاسلام ص۱۱)

"حضرات حنابلہ کا مذہب ڈاڑھی منڈانے کی حرمت پر ناطق صریح ہے، ان میں سے بعض حضرات نے تصریح کی ہے کہ معتمد (اور راجح مذہب) ڈاڑھی منڈانے کی حرمت کا ہے۔ اور بعض نے اس میں کسی قسم کا اختلاف نقل کئے بغیر حرمت کی تصریح کی ہے جیسے صاحب انصاف، چنانچہ شرح المنتہی اور شرح منظومۃ الآداب وغیرہما کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہے۔"

صاحبِ مذہب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگردِ خاص امام اسحٰق بن ابراہیم نیشاپوری کا بیان ہے:

سألت ابا عبدالله عن رجل يأخذ من عارضيه؟ قال يأخذ من اللحية ما فضل عن القبضة قلت فحديث النبي صلى الله عليه وسلم: احفوا الشوارب واعفوا اللحى قال يأخذ من طولها ومن تحت حلقه ورأيت ابا عبد الله يأخذ من عارضيه ومن حلقه. (مسائل الامام احمد بن حنبل ص۱۵۱ ج۲)

"میں نے ابوعبداللہ (امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ) سے اس شخص کے متعلق مسئلہ دریافت کیا جو اپنے رخساروں کے بال لیتا ہے، آپ نے فرمایا ڈاڑھی کا جو حصہ مشت سے زائد ہو وہ کاٹ دے، میں نے عرض کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث "مونچھیں پست کرو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ" کا کیا مطلب؟ انہوں نے فرمایا ڈاڑھی کے طول اور حلق کے نیچے سے کاٹے۔ اور میں نے ابوعبداللہ کو دیکھا کہ اپنے دونوں رخساروں اور حلق کے نیچے سے بال کاٹتے تھے۔"

⑤ قال شيخ الاسلام ابن تيمية رحمه الله تعالىٰ يحرم حلق اللحية۔ وحكى ابو محمد ابن حزم الاجماع على ان قص الشارب واعفاء اللحية فرض واستدل بحديث ابن عمر "خالفوا المشركين احفوا الشوارب واعفوا اللحى" (تحريم حلق اللحى ص۷)

"شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ڈاڑھی منڈانا حرام ہے، اور امام ابومحمد ابن حزم نے مونچھیں کٹانے اور ڈاڑھی بڑھانے کے فرض ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے: مشرکین کی مخالفت کرو مونچھیں پست کرو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔"

عقل و درایت کا فیصلہ:

عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مرد کا چہرہ ہمہ وقت ڈاڑھی سے مزین نظر آنا چاہیئے اس لئے کہ ڈاڑھی مرد کے لئے شعارِ مردانگی اور بالخصوص کسی مسلمان کے اسلامی تشخص کے لئے شناختی کارڈ کی

حیثیت رکھتی ہے جس کا ہمہ وقت ساتھ رہنا ضروری ہے، نیز داڑھی مرد کے لئے عزت و وقار اور مردانہ ہیبت کی علامت ہے۔ پس داڑھی منڈانا درحقیقت اپنی حسین صورت کو بگاڑ کر اپنے ہی ہاتھوں اپنی عزت و وقار کو خاک میں ملانا ہے، اور یہ پہلو بھی قابلِ غور ہے کہ کوئی بھی مرد چہرے پر داڑھی اپنے اختیار سے تو نہیں لاتا، مرد کے لئے یہ حسین کلغی اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور اس کی قدرت وصنعت گری کا ایک اعجاز اور کرشمہ ہے، لہٰذا اسے ختم کرنا نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت کی ناقدری ہے بلکہ اس کی قدرت کے ایک عظیم نشان کو مٹانا بھی ہے جس کا گناہ اور مستوجب غضب ہونا محتاجِ بیان نہیں۔

مسلمان کے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ مرد و عورت، نیک و بد بلکہ کافر و مسلم کے مابین فرق کرنے والی کیا چیز ہے؟ ہاتھ پاؤں، ناک کان وغیرہ ظاہری اعضاء میں تو سب مساوی ہیں۔ داڑھی ہی مؤمن کا وہ امتیازی وصف ہے جو ہر غیر سے اس کو ممتاز و منفرد رکھتا ہے۔ داڑھی کا صفایا کرنے کے بعد اس کا اسلامی تشخص ختم ہو جاتا ہے، اور اس کی پہچان مشکل ہو جاتی ہے کہ یہ مسلمان ہے یا غیر مسلم؟ بلکہ لباس کا فرق نہ ہو تو یہ امتیاز بھی مشکل ہو جائے کہ مرد ہے یا عورت؟ اور آج کل کے بے دین معاشرے میں لباس کا فرق بھی مٹتا جا رہا ہے، مردوں کو عورت اور عورتوں کو مرد بننے کا شوق سوار ہے، جبکہ ایسی ریس کرنے والوں پر زبانِ نبوت سے لعنت کی گئی۔ لعن اللہ المتشبّھین الحدیث۔

اس حقیقت سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ داڑھی گناہوں سے بچاؤ کے لئے ایک مضبوط ڈھال ہے۔ بارِیش داڑھی کے طفیل بہت سی برائیوں سے محفوظ رہتا ہے، داڑھی کے بیش بہا طبی فوائد اس پر مستزاد ہیں۔ مزید عقلی دلائل ہم "داڑھی کا فلسفہ" کے تحت مفصّل لکھ چکے ہیں۔

مقدارِ واجب:

ابھی گذشتہ صفحات میں "داڑھی کا وجوب" کے عنوان سے جو احادیث درج کی گئیں ان تمام احادیث میں داڑھی بڑھانے اور چھوڑ دینے کا حکم ہے، امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

فحصل خمس روایات اعفوا واوفوا وارخوا وارجوا ووفّروا ومعناھا کلھا ترکھا علی حالھا

(صحیح مسلم ص۱۲۹ ج۱)

"پس داڑھی کے متعلق احادیث میں پانچ قسم کے الفاظ وارد ہوئے ہیں اعفوا، اوفوا، ارخوا، ارجوا اور وفّروا۔ معنی ان تمام الفاظ کے ایک ہی ہیں کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دینا۔"

ان احادیث سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی رکھنے کی کوئی مقدار متعین نہیں جتنی مقدار میں بڑھ جائے اسے چھوڑ دینا ضروری ہے۔ بعض حضرات کا یہی مذہب ہے، لیکن جمہور علماء کے

نزدیک ڈاڑھی کی مقدارِ واجب ایک قبضہ (مٹھی بھر) ہے اس سے زائد ڈاڑھی کٹوائی جاسکتی ہے چنانچہ بعض اکابرِ صحابہ سے یہ عمل ثابت ہے روایات ملاحظہ ہوں:

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان یقبض علی لحیتہ ثم یقص ما تحت القبضۃ۔ (جامع المسانید لامام الائمۃ ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ص۳۰۹ ج ۲)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ وہ اپنی ڈاڑھی مٹھی میں لیکر نیچے کے بال کاٹ دیتے تھے"

جامع المسانید کے علاوہ یہ روایت صحیح بخاری ص۸۷۵ ج ۲، موطا امام مالک ص۴۲۱ اور کتاب الآثار ص۱۹۸ وغیرہ کتبِ حدیث میں بھی ہے:

کان ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقبض علی لحیتہ ثم یاخذ ما فضل عن القبضۃ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۰۸ ج ۶)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ڈاڑھی مٹھی میں لیتے پھر مٹھی سے زائد حصہ کاٹ دیتے۔"

امام طبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کی ڈاڑھی بڑھی ہوئی دیکھی تو کاٹ کر مٹھی کے برابر کردی۔

فقد قال الطبری ذھب قوم الی ظاھر الحدیث فکرھوا تناول شیء من اللحیۃ من طولھا و من عرضھا۔ و قال قوم اذا زاد علی القبضۃ یؤخذ الزائد ثم ساق بسندہ الی ابن عمر انہ فعل ذلک و الی عمر انہ فعل ذلک برجل. (فتح الباری ص۳۵۰ ج ۱۰)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابۂ کرام کا عمومی عمل بیان کرتے ہیں:

کنا نعفی السبال الا فی حج او عمرۃ (ابو داؤد ص۲۲۱ ج ۲) ہم ڈاڑھیاں بڑھائے رکھتے مگر حج وعمرہ میں (کہ ان موقعوں پر زائد از قبضہ کٹوا دیتے)

اسی طرح موطا امام مالک میں معروف تابعی حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ وہ احرام باندھتے وقت مونچھیں صاف کراتے اور ڈاڑھی کے بال (یعنی زائد از قبضہ) لیتے تھے۔ (ص۴۲۲)

علاوہ بریں مصنف ابن ابی شیبہ میں درج ذیل اکابر تابعین کا بھی زائد از قبضہ کے متعلق یہی عمل یا فتویٰ نقل کیا گیا ہے: امام عطاء بن ابی رباح، ابراہیم نخعی، طاؤس، حسن بصری، قاسم بن محمد، ابن سیرین رحمہم اللہ تعالیٰ (ص۱۰۹ ج ۶)

ان میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عمل خاص طور سے حجت ہے، اس لئے کہ یہ حضرات ڈاڑھی بڑھانے کی احادیث (وفروا۔ اعفوا۔ ارخوا) کے راوی ہیں۔ جو صحیحین کے حوالے سے گذر چکی ہیں۔ راوی کا عمل حدیثِ مروی کے خلاف کبھی نہیں ہوسکتا بلکہ در حقیقت یہ اس حدیث کا بیان اور اس کی تفسیر ہوتی ہے۔ بالخصوص حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو اتباعِ سنت اور اقتداءِ نبوی میں پوری جماعتِ صحابہ میں ضرب المثل تھے، ان کا عمل سنتِ نبوی اور بالخصوص اپنی ہی روایت کردہ حدیث کے خلاف کبھی نہیں ہوسکتا۔ حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عمل بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ظاہر ہے کہ اول تو ابن عمر جیسے فانی فی الاتباع اور گرویدۂ اتباعِ سنت سے یہ بعید ہے کہ وہ اس مقدار کے بارہ میں اتباعِ سنت سے کام نہ لیتے ہوں پھر جبکہ ڈاڑھی رکھنے کی حدیث یعنی احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ (مونچھیں پست کرو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ) کے راوی بھی خود عبد اللہ بن عمر ہی ہیں تو اس سے صرف یہی واضح نہیں ہوتا کہ ان کے نزدیک ڈاڑھی تراشنے کی حد مقدارِ قبضہ تھی اور ڈاڑھی کی اس مقدار کا ان کے نزدیک باقی رکھنا ضروری تھا بلکہ غور کیا جائے تو ان کا یہ فعل حدیثِ مرفوع کا بیان بھی ثابت ہوتا ہے، کیونکہ جب کوئی راوی پیغمبر کے کسی فعل کو علی الاطلاق روایت کرے جس میں کوئی قید مذکور نہ ہو اور پھر اس کے اتباع میں جب خود عمل کرنے پر آئے تو حدود و قیود کی رعایت رکھ کر عمل کرے تو یہ اسی کی دلیل ہوسکتی ہے کہ اس کے نزدیک پیغمبر کے فعل میں بھی یہ قید ملحوظ تھی ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ پیغمبر کے کسی فعل پر جو بلا قید و شرط ثابت ہو کوئی صحابی اور وہ بھی ابن عمر جیسا فانی فی الاتباع صحابی اپنی طرف سے کسی قید کا اضافہ کردے۔ پس عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس فعل سے کہ وہ مقدارِ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کٹوا دیتے تھے مقدارِ قبضہ کا ان کی سنت ہونا تو صراحۃً ثابت ہوتا ہی ہے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہونا بھی دلالۃً ثابت ہوجاتا ہے، ورنہ از خود محض اختراعی طور پر فعلِ نبوی میں کسی قید کا اضافہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی جرأت نہیں ہوسکتا تھا۔ اس سے صاف طور پر نمایاں ہوجاتا ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے ڈاڑھی رکھنے اور بڑھانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع تھے ایسے ہی وہ ڈاڑھی کی مقدار قبضہ کے بارہ میں بھی حضور ہی کے متبع تھے، اور یہ مقدار خود ان کی اختراع کردہ نہیں تھی۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر عمل نہ دیکھتے تو اسے اپنی سنت نہ ٹھہراتے۔ پس اور بھی کچھ نہیں تو کم از کم اس حدیث کی رو سے مقدارِ قبضہ کا سنتِ صحابی

ہونا تو بلا شک وشبہ ثابت ہو جاتا ہے اور وہ بھی سنتِ ابن عمر رضی اللہ عنہ جن کا اتباع نبوی میں راسخ القدم ہونا معروف اور مسلم ہے (ڈاڑھی کی شرعی حیثیت ص۶۲)

ان دلائل کی بناء پر پوری امت کا اجماع ہے کہ ڈاڑھی منڈوانا یا کٹوا کر مٹھی سے کم کر دینا حرام ہے، مذاہب اربعہ کی تصریحات پیچھے ہم "اجماع امت" کے عنوان کے تحت نقل کر آئے ہیں جنہیں یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی مسلمان صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طرزِ عمل سے صرف نظر کرتے ہوئے ظاہر احادیث پر عمل کرنا چاہے تو وہ مشت سے بھی زائد ڈاڑھی رکھولے، اور جو شخص صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طرز عمل سے ان مطلق احادیث کی تقیید و تحدید کرنا چاہے (جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے) تو وہ مشت بھر ڈاڑھی رکھوا کر زائد حصہ لٹوا دے۔

ڈاڑھی میں نئی اختراع :

اس باب کی تمام احادیث دیکھنے کے بعد ڈاڑھی رکھنے کی یہ دو ہی صورتیں واضح طور پر سامنے آتی ہیں۔ باقی رہی تیسری قسم یعنی مشت سے چھوٹی رائج قسم کی فرنچ کٹ یا خشخشی ڈاڑھی، تو وہ ایک بالکل نئی اختراع ہے جس کا حدیث بلکہ کسی بھی شرعی دلیل سے کوئی ثبوت نہیں دکھایا جاسکتا، اس لئے ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ ذخیرۂ احادیث و آثار میں کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں پائی جاتی، جس میں اس کے جواز کا کوئی اشارہ مل سکے، اگر کسی درجے میں اس کا کوئی ثبوت ہوتا تو اس کی حرمت و ممانعت پر امت کا اجماع کبھی نہ واقع ہوتا۔ ڈاڑھی بڑھانے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح و صریح قولی احادیث تو پیچھے مفصل گزر چکی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی اسی پر شاہد ناطق ہے، چنانچہ پیچھے یہ قصہ گزر چکا کہ مجوسی قاصدوں کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لیکن میرے رب نے تو مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی ڈاڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں کتراؤں" لکن امرنی ربی ان اعفی لحیتی واقص شاربی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی کس قدر بڑھائی؟ اس کی تفصیل ان احادیث میں ہے :

عن شقیق بن سلمة قال رأیتُ عثمان توضأ فخلل لحیته وقال ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم توضأ (سنن الدارمی ص۱۹۱ ج ۱۔ جامع الترمذی ص۱۴ ج ۱)

شقیق بن سلمہ کہتے ہیں میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے وضو فرمایا تو ڈاڑھی کا خلال کیا اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو فرماتے دیکھا۔

عن انس بن مالك ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان اذا توضأ اخذ کفاً

من ماء فادخله تحت حنكه فخلل به لحيته وقال هكذا امرني ربي۔

(سنن ابی داؤد ص۱۹ ج ۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو ایک چلو پانی لے کر جبڑے کے نیچے داخل کرتے اور اس سے اپنی ڈاڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے مجھے میرے رب نے اسی طرح حکم دیا ہے۔

عن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثر دهن رأسه و تسريح لحيته الحديث (شمائل الترمذی ص۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک میں تیل کا استعمال اور ریش مبارک میں کنگھی کا استعمال بکثرت فرمایا کرتے تھے۔

ظاہر ہے پوری انگلیاں بالوں میں داخل کر کے خلال کرنا اور کنگھی کا استعمال بڑے بالوں میں ہی ممکن ہے، خشخشی ڈاڑھی میں خلال اور کنگھی نہ تو ممکن ہے نہ ہی ان چیزوں کی ضرورت!

عن ابی معمر قال قلنا لخباب اكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في الظهر والعصر قال نعم، قلنا من اين علمت قال باضطراب لحيته۔

(صحیح البخاری ص۱۰۴ ج ۱)

ابو معمر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ ظہر اور عصر میں قراءت کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! ہم نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک ہلتے دیکھ کر۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت نگاروں نے حلیہ شریفہ کا ذکر کرتے ہوئے ڈاڑھی مبارک کے متعلق یہ روایات ذکر کی ہیں:

قال هند بن ابی هالة رضی الله تعالی عنه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم كث اللحية رواه الترمذي ورواه ابن عساكر عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه۔

وقال علي رضي الله تعالى عنه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم عظيم اللحية۔

رواه البيهقي وابن العساكر وابن الجوزي

وقال جبير بن المطعم رضي الله تعالى عنه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ضخم اللحية رواه ابو الحسن بن الضحاك۔

حضرت ھند بن ابی ہالہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھنی ڈاڑھی والے تھے ۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی ڈاڑھی والے تھے ۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھری ہوئی ڈاڑھی رکھتے تھے

وقال انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانت لحیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد ملأت من ھٰھنا الی ھاھنا رواہ ابن عساکر

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک نے اِس شانے سے اُس شانے تک کی جگہ (یعنی سینہ مبارک) کو بھر دیا تھا ۔

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ص۳۳ ج ۲)

ان تمام روایات سے یہ مسئلہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لحیہ مبارکہ گنجان، گھنی اور دراز تھی ۔

اسی طرح صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی بڑی ڈاڑھی رکھتے تھے ۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

کنا نعفی السبال الا فی حج او عمرۃ (سنن ابی داؤد ص۲۲۱ ج ۲)

ہم لوگ ڈاڑھی بڑھا کر رکھتے تھے مگر حج و عمرہ کے موقع پر (قبضہ سے زائد کٹوا دیتے)

خلیفۂ راشد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ لکھا ہے :

کان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسن الوجہ دقیق البشرۃ کبیر اللحیۃ (البدایۃ والنہایۃ ص۱۹۲ ج ۷)

یہ احادیث و آثار اور فقہی تصریحات ڈاڑھی کی نئی اختراعی صورت کے عدمِ جواز پر کافی سے زائد ہیں ۔

تصریحاتِ اکابر :

اب ہم دورِ حاضر کے اکابر علماء و فقہاء کی تصریحات نقل کرتے ہیں تاکہ کسی کے لئے شک و تردد کی گنجائش نہ رہے اور یہ بات ہر پہلو سے واضح ہو جائے کہ ڈاڑھی کی مقدارِ واجب (قبضہ) کا مسئلہ ایک ایسا بدیہی اور اجماعی مسئلہ ہے جس پر روزِ اول سے آج تک تمام سلف و خلف کا اتفاق چلا آرہا ہے، پوری اسلامی تاریخ میں کسی ایک عالمِ دین سے بھی خشخشی ڈاڑھی کے جواز کا

فتویٰ منقول نہیں، بلکہ کتبِ فتاویٰ میں اسے صراحۃً حرام مکروہ اور موجبِ فسق لکھا ہے۔ اب اکابر کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

(۱) امام ربّانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ لکھتے ہیں:
ڈاڑھی ایک مُشت سے کم رکھنا منع ہے اور ایک مشت سے زائد کو اگر کاٹ دیوے درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۸۳)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں:
(۲) ڈاڑھی رکھنا واجب اور قبضہ سے زائد کٹانا حرام ہے لقولہ علیہ السلام خالفوا المشرکین اوفروا اللحی متفق علیہ (امداد الفتاویٰ ص۲۲۳ ج ۴)

مفتیٔ اعظم دار العلوم دیوبند حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں:
(۳) ڈاڑھی کا منڈوانا اور کتروانا جبکہ قبضہ سے زائد نہ ہو حرام ہے، پس اگر زید مرتکب فعل حرام کا ہے کہ قبضہ سے کم ڈاڑھی کو کترواتا یا منڈواتا ہے تو وہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ص۲۰۲)

(۴) مفتیٔ اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب قدس سرہٗ لکھتے ہیں:
ڈاڑھی کتروانا یا منڈوانا حرام ہے۔ کتروانے سے یہ مراد ہے کہ اتنی کتروائے کہ ایک مشت سے کم رہ جائے۔ ایک مشت کی مقدار حدیث سے ثابت ہے۔ (کفایت المفتی ص۱۶۶ ج ۹)

(۵) مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ لکھتے ہیں:
لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پوری جماعتِ صحابہ و تابعین میں کسی ایک سے کسی ایک وقت بھی یہ منقول نہیں کہ چار انگشت سے نیچے ڈاڑھی کو کٹوایا ہو... الغرض احادیثِ صحیحہ سے تو یہی ثابت ہوا کہ ڈاڑھی بالکل نہ کٹوائی جائے لیکن صحابۂ کرام کے تعامل سے اتنا ثابت ہوا کہ اس کی مراد یہ ہے کہ ایک مشت سے نیچے نہ کٹوائیں، اس سے زائد ہو تو کٹوانے میں مضائقہ نہیں، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عمل اور قول سے ثابت ہے۔ اس تعاملِ صحابہ سے جو حکم حدیث کا مفہوم و متعین ہو گیا اب اس سے کم کر دینا کسی فقیہ کے نزدیک جائز نہیں ہو سکتا۔

(امداد المفتین ص۹۹)

(۶) فقیہ العصر سیدی حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں:
ڈاڑھی قبضہ سے کم کرنا حرام ہے بلکہ یہ دوسرے کبیرہ گناہوں سے بھی بدتر ہے اس لئے کہ اس کے

علانیہ ہونے کی وجہ سے اس میں دینِ اسلام کی کھلی توھین ہے اور اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا اظہار و اعلان ہے، اسی لئے حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فیصلہ تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان میں علانیہ کھاتے پیئے وہ واجب القتل ہے کیونکہ وہ کھلے طور پر شریعت کی مخالفت کر رہا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کل امتی معافی الا المجاھرین "میری پوری امت لائق عفو ہے مگر علانیہ گناہ کرنے والے معافی کے لائق نہیں"

دوسرا فرق یہ ہے کہ دوسرے گناہ کسی خاص وقت میں ہوتے ہیں مگر ڈاڑھی کٹانے کا گناہ ہر وقت ساتھ لگا ہوا ہے۔ سو رہا ہو تو بھی گناہ ساتھ ہے حتی کہ نماز وغیرہ عبادت میں مشغول ہونے کی حالت میں بھی اس گناہ میں مبتلا ہے۔ قومِ لوط کے اسبابِ عذاب میں ڈاڑھی کٹانا بھی ہے (درمنثور)

غرضیکہ ڈاڑھی کٹانے یا منڈانے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس لئے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں اھ (احسن الفتاوی ص۲۶۱ ج ۳)

(۷) مفتیٔ اعظم دار العلوم دیوبند حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہ لکھتے ہیں:

جو بال ڈاڑھی کا جزء ہیں ان کو ایک مشت تک پہنچنے سے پہلے کٹوانا اور منڈوانا جائز نہیں۔ جو امام ایسا کرتا ہے اس کی امامت مکروہ ہے، ڈاڑھی ایک مٹھی رکھی جائے جب تک ایک مٹھی نہ ہو جائے کٹوانا درست نہیں، جو مقدار ایک مٹھی سے زائد ہے اس کو کٹوانا درست ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص۲۲۷ ج ۱۶)

(۸) حضرت مفتی محمد انور صاحب (جامعہ خیر المدارس ملتان) لکھتے ہیں:

ایک مشت ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے اس سے کم رکھنا یا منڈانا ناجائز اور حرام ہے ایسا کرنے والا گناہ گار اور فاسق ہے ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اگر اتفاقاً کوئی نماز پڑھ لی تو ہو جائے گی۔ (خیر الفتاوی ص۱۳۷ ج ۲)

(۹) حضرت مفتی عبد الرحیم لاجپوری دامت فیوضہم لکھتے ہیں:

مردوں کے لئے ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کی مقدار شرعی ایک قبضہ یعنی ایک مشت ہے۔ ڈاڑھی رکھنا تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متفقہ سنتِ مستمرہ ہے، اسلامی اور قومی شعار ہے، شرافت و بزرگی کی علامت ہے، چھوٹے اور بڑے میں امتیاز و فرق کرنے والی ہے، اسی سے مردانہ شکل کی تکمیل اور صورت نورانی ہوتی ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دائمی عمل

ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فطرت سے تعبیر فرمایا ہے اور آپ نے اپنی امت کو داڑھی رکھنے کا تاکیدی حکم فرمایا ہے لہذا داڑھی رکھنا واجب اور ضروری ہے منڈانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اس پر امت کا اجماع ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۲۳۶ ج ۶)

⑩ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی دام مجدھم لکھتے ہیں:

جن مذہبی کتابوں میں یہ نقل کیا ہے کہ ایک قبضہ سے کم کرنے کو کسی نے بھی مباح نہیں کہا اور یہ کہ اس پر اجماع ہے، یہ نقل بالکل صحیح ہے۔ چنانچہ ائمہ فقہاء کے جو مذاہب مدون ہیں یا جن کے اقوال کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں ان سب سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کا قبضہ سے کم کرنا حرام ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۱۰۱ ج ۷)

⑪ فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں:

داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے، فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں حدیث میں اس پر غضب اور ارادۂ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں، اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم۔ (احکام شریعت ص۱۹۲)

⑫ علماء اہلحدیث کا فتوی:

داڑھی کا دراز رکھنا بقدر ایک مشت کے واجب ہے بدلیل حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کما ستنلوا علیک۔ اور داڑھی کا منڈوانا، ایک مشت سے کم رکھنا یا خشخاشی بنانا حرام ہے اور موجب وعید ہے (آگے احادیث تحریر کی ہیں اور آخر میں چار علماء کے دستخط ہیں) (فتاوی نذیریہ ص۳۵۹ ج ۳)

حاصل یہ کہ سلف صالح، جمہور صحابہ و تابعین و ائمہ محدثین کے نزدیک ایک مشت تک داڑھی کو بڑھنے دینا حلق و قصر وغیرہ سے اس کا تعارض نہ کرنا واجب ہے کہ اس میں اتباع سنت اور مشرکوں کی مخالفت ہے۔ اور ایک مشت سے زائد کی اصلاح جائز ہے۔

(فتاوی ثنائیہ ص۱۳۸ ج ۲)

عصر حاضر کے نامور اہلحدیث عالم شیخ محمد ناصر الدین البانی مرحوم جو جماعت اہلحدیث کے روح رواں اور دنیا بھر کے اہلحدیث حضرات کے مرجع رہے ہیں ان کی تحقیق بھی یہی ہے کہ داڑھی کی مقدار واجب ایک قبضہ ہی ہے۔ چنانچہ مرحوم مولانا حفظ الرحمن اعظمی ندوی کے نام لکھتے ہیں:

وانما اذهب الی ما اشرتم الیه من الاخذ مازاد علی القبضة وذلك لامرین: (۱) تتابع الاخبار عن السلف صحابة وتابعین وائمة مجتهدین وبخاصة امام السنة احمد علی الاخذ وفی الصحابة ابن عمر وابوهریرة وهما من رواة الامر باعفاء اللحیة فلوکان الحدیث علی الطلاق ماخالفوا اطلاقه کما یزعم بعض المتأخرین (۲) عدم ورود ماینافی ذلك عن النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه فعلا وقولا۔ وما یقوله بعضهم ان النبی صلی الله علیه وسلم کان لایأخذ من لحیته ان یظنون الاظنا وما هم بمستیقنین۔ وبعبارة اخری لااصل لذلك روایة۔

(اعلام الفتیة باحکام اللحیة ص۱۱)

میرا مسلک وہی ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا کہ ڈاڑھی میں سے زائد از قبضہ حصہ لے لیا جائے۔ اور اس مسلک کی دو دلیلیں ہیں: (۱) سلف صالحین حضرات صحابہ وتابعین، ائمہ مجتہدین اور خاص طور سے امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اور صحابہ میں سے حضرت ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو حدیث اعفاء اللحیۃ (ڈاڑھی بڑھانے) کے راوی ہیں، زائد از قبضہ کے لینے کی متواتر روایات، اگر حدیث اعفاء اللحیۃ اپنے اطلاق پر ہوتی۔ جیسا کہ بعض متاخرین کا خیال ہے۔ تو یہ حضرات اس کے اطلاق کی مخالفت نہ کرتے (۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے فعلاً بلکہ قولاً بھی اس کے منافی کسی ہدایت کا منقول نہ ہونا۔ اور بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کے بال نہ لیتے تھے محض ان کا گمان ہے جس کا خود ان کو بھی یقین نہیں۔ دوسرے لفظوں میں روایت کی رو سے اس کی کوئی اصل نہیں۔

اس مسئلہ میں آج کل کے بعض اہلحدیث حضرات کو غلو ہے۔ قبضہ سے بھی زائد بڑی ڈاڑھی رکھنے میں چنداں مضائقہ نہیں مگر اس پر اس درجہ اصرار کہ زائد از قبضہ کی اصلاح کو ناجائز سمجھا جائے یقیناً غلو وافراط ہے جس کی اصلاح کے لئے ہم نے علماء اہلحدیث کی عبارات قدرے تفصیل سے نقل کردی ہیں، اپنے اکابر کی تحقیق دیکھ کر امید ہے یہ حضرات اپنے نظریہ پر نظر ثانی فرمائیں گے۔

ارکان جماعت کی خدمت میں:

خیال تھا کہ اس رسالہ میں ڈاڑھی کے مسئلہ میں جماعت اسلامی کے موقف پر مفصل

تنقید کر کے ان کی ایک ایک دلیل کا جواب دیا جائے۔ چنانچہ یہ حصہ لکھ بھی لیا، لیکن پھر یہ سوچ کر حذف کر دیا کہ اس بحث کو نئے سرے سے چھیڑ کر خواہ مخواہ ایک اجماعی مسئلہ کو اختلافی رنگ دینا مناسب نہیں، بالخصوص جبکہ اس سے پہلے بھی بہت سے اکابر علماء اس موضوع پر تفصیل سے قلم اٹھا چکے ہیں، ہمارا مقصد کسی سے مباحثہ مجادلہ نہیں، نفس مسئلہ کی توضیح ہے، اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ خالص جذبۂ نصح و خیر خواہی کے تحت ارکان و دیگر وابستگان جماعت کی خدمت میں چند گذارشات پیش کی جائیں، امید ہے کہ یہ حضرات مسلکی جذبات یا ذاتی رجحانات سے بالاتر ہو کر صرف تحقیقِ حق کی نیت سے ان سطور کا مطالعہ فرمائیں گے۔

① گذشتہ صفحات میں ہم پوری امت کا اجماعی موقف دلائل کے ساتھ پیش کر چکے ہیں کہ کم از کم مُشت بھر ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، لیکن بانیٔ جماعت اسلامی سید ابوالاعلیٰ مودودی کا مسلک اس سے بالکل مختلف ہے، وہ یہ کہ: ڈاڑھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی ہے، صرف یہ ھدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے۔ (رسائل ومسائل ص۱۴۷ ج ۱)

میرے نزدیک کسی کی ڈاڑھی کے چھوٹے یا بڑے ہونے سے کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا۔ (ایضاً ص۱۵۳ ج۱)

اگر کسی حدیث میں ڈاڑھی کے متعلق صرف اتنی ہدایت ہوتی کہ رکھی جائے تو یہ کہنا کسی حد تک درست ہوتا کہ مقدار قبضہ (مشت بھر) حدیث کا مدلول نہیں، فقہاء کا استنباط ہے مگر یہ بات پوری ذمہ داری سے کہی جا سکتی ہے کہ کسی حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں پایا جاتا جس کا ترجمہ "ڈاڑھی رکھنا" ہو، ہم شارح مسلم امام محی الدین ابوزکریا نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے پیچھے یہ نقل کر آئے ہیں کہ ڈاڑھی کے متعلق احادیث میں کل پانچ الفاظ وارد ہوئے ہیں: اعفوا، اوفوا، ارخوا، ارجو، وفروا۔

ان تمام الفاظ کا ترجمہ عربی کی کسی بھی لغت میں دیکھ لیجیے، چھوڑ دینا، بڑھانا، دراز کرنا اور لٹکا دینا ملے گا۔ اگر مقدارِ قبضہ سے زائد ڈاڑھی کا کٹوا دینا بعض صحابہ کے عمل سے ثابت نہ ہوتا تو ان احادیث کی رو سے ڈاڑھی کا بے نہایت چھوڑ دینا اور آخری حد تک بڑھانا واجب تھا، لیکن مرفوع احادیث اور تعاملِ صحابہ کو سامنے رکھ کر جمہورِ امت نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ کم از کم مُشت بھر ڈاڑھی واجب ہے۔ چنانچہ مذاہبِ اربعہ سے تعلق رکھنے والے تمام علماء کی تصریحات ہم پیچھے نقل کر چکے ہیں۔ ان تصریحات کا ہم یہاں

اعادہ نہیں کرتے۔ نمونہ کے لئے صرف ایک عبارت نقل کردیتے ہیں۔ امت کے مسلّم ترین فقیہ و امام علامہ کمال الدین ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

واما الاخذ منها وھی دون ذلک کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد۔ (فتح القدیر ص۲۷۰ ج۲)

"باقی رہا مقدارِ مشت سے چھوٹی ڈاڑھی کو کاٹنا جیسا کہ بعض مغربی باشندوں اور مخنث بننے والے مردوں کی عادت ہے تو (پوری امت میں) کوئی ایک عالم بھی اس کے جواز کا قائل نہیں؟"

یہ عبارت کسی آج کے عالم یا مفتی کی ہوتی تو کہا جاسکتا تھا کہ مسلکی تعصب یا تنگ نظری کی بنیاد پر لکھی گئی، مگر صاحبِ عبارت تقریباً ساڑھے سات سو برس پیشتر کے بزرگ ہیں، ۶۸۱ھ میں ان کی وفات ہوئی، پھر اس عبارت میں وہ اپنا مسلک نہیں بلکہ پوری امت کا اجماعی مسلک بیان کررہے ہیں۔

(۲) بالفرض مشت سے کم مقدار کی خشخشی ڈاڑھی کو شرعاً درست تسلیم کرلیا جائے تو بھی یہ آپ کے نزدیک فرض و واجب یا سنت تو نہیں، صرف جائز ہی ہے، جبکہ جمہور امت کے نزدیک یہ ناجائز ہے، لیکن مشت بھر ڈاڑھی رکھنا جمہور کے نزدیک واجب اور آپ حضرات کے نزدیک واجب نہ سہی جائز تو ہے۔ بانی جماعت و دیگر بزرگانِ جماعت کا عمل بھی اسی کے مطابق ہے۔ یہ دونوں صورتیں آپ کے سامنے ہیں، سوچ کر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ احتیاط اور سلامت روی کون سی صورت اختیار کرنے میں ہے؟ مشت بھر ڈاڑھی رکھنے میں یا خشخشی ڈاڑھی رکھنے میں؟ خود تو منصف باش۔

فیصلہ کرنے میں اس ارشادِ نبوت کو بھی مدنظر رکھئے: دع مایریبک الی مالا یریبک
(احمد، ترمذی، نسائی)

"جو کام تمہیں شک و تردد میں ڈالے اسے چھوڑ کر وہ کام اختیار کرو جو شک و شبہ سے بالاتر ہو"

نیز اختلافی مواقع پر یہ حدیث بھی ہر مسلمان کو سامنے رکھنی چاہیئے:

اتبعوا السواد الاعظم الحدیث (حاکم) "مسلمانوں کی بڑی جماعت کا اتباع کرو"

اگر خشخشی ڈاڑھی آپ کے ہاں جائز ہے تو بھی مشت بھر ڈاڑھی رکھنے کی صورت میں عنداللہ کسی قسم کی جوابدہی کا خطرہ تو نہیں، لیکن اس کے برعکس یہ سوچئے کہ اگر مشت بھر ڈاڑھی رکھنا واجب اور خشخشی ڈاڑھی ناجائز ہے تو انصاف سے کہئے ایک ناجائز کام کا ارتکاب کرکے (اور وہ بھی ایک بار نہیں تسلسل کے ساتھ سینکڑوں بار) آپ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا خطرہ مول نہیں لے رہے؟

اگر کوئی شخص اس غلط فہمی میں ہے کہ چھوٹی ڈاڑھی چھوٹا گناہ ہے، علماء نے خواہ مخواہ اسے بڑا بنا دیا ہے، یہ سوچ کر اسے خاطر میں نہیں لاتا تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ صغیرہ گناہ اس وقت تک صغیرہ ہے جب تک اسے ہلکا نہ سمجھا جائے اور اس پر اصرار نہ کیا جائے۔

لاصغیرة مع الاصرار ولاکبیرة مع الاستغفار (رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن ابن عباس موقوفاً۔ (المقاصد الحسنة ص۴۶۸)

"کوئی صغیرہ اصرار کے ساتھ صغیرہ نہیں رہتا اور نہ ہی کوئی کبیرہ استغفار کے ساتھ کبیرہ رہتا ہے"

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

یا عائشة ایاك و محقرات الذنوب فان لها من الله طالباً (ابن ماجہ، دارمی، بیہقی)

"عائشہ! صغیرہ گناہوں سے دور رہو کہ ان پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مؤاخذہ ہوگا"

یہ وعیدیں بھی اس صورت میں ہیں کہ گناہ کو گناہ سمجھ کر کیا جائے، گناہ کو گناہ نہ سمجھنا تو اس سے بھی کہیں شدید تر اور خطرناک چیز ہے۔

③ ڈاڑھی کی مقدارِ واجب کیا ہے؟ اور اس مسئلہ میں کس کا کیا مسلک ہے؟ کون سا فریق حق پر ہے اور کون سا فریق غلطی پر؟ ان تمام باتوں سے قطع نظر ایک صاف اور سیدھی سی بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ کھلی کتاب کی طرح آپ کے سامنے موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک گھنی اور دراز تھی، اس قدر دراز جس نے سینہ مبارک کو بھر دیا تھا۔ کیوں نہ ہر قسم کے اختلاف سے آنکھیں بند کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کیا جائے؟ سچی محبت اور اسلام دوستی کا تقاضا بھی یہی ہے۔ چنانچہ بانی جماعت ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

ڈاڑھی کے متعلق جو آپ نے سوال مجھ سے کیا ہے، اس پر ایک انگریز نومسلم کا واقعہ یاد آ گیا جس نے اسلام کا اچھا مطالعہ کرنے کے بعد اس کو قبول کیا تھا۔ قبولِ اسلام کے بعد ہی اس نے ڈاڑھی مونڈنی چھوڑ دی، بعض لوگ جو اسی طرح کے "علم دین سے کافی واقف" تھے جیسے آپ کے یہ عزیز ہیں، کہنے لگے کہ ڈاڑھی رکھنا اسلام میں کچھ ایسا ضروری کام تو نہیں ہے، پھر کیوں خواہ مخواہ آپ نے ڈاڑھی مونڈنی چھوڑ دی؟ اس نے جواب دیا "میں ضروری اور غیر ضروری کی تقسیم نہیں جانتا، میں بس یہ جانتا ہوں کہ پیغمبر نے اس کا حکم دیا ہے، جب میں نے پیغمبر کی اطاعت قبول کرلی تو حکم بجالانا میرا فرض ہے۔ کسی ماتحت کا یہ کام نہیں ہے کہ افسر بالا کے احکام میں سے کسی کو ضروری اور کسی کو غیر

ضروری قرار دے۔" (رسائل و مسائل ص۱۴۸ ج۱)

عذر گناہ: آج کے دین بیزار معاشرے میں بے دین اور آزاد منش لوگوں کی طرف سے دین اور اہل دین کا استہزاء، ان سے ٹھٹھا مذاق یوں تو ایک عام سی بات ہے لیکن دینی شعائر میں استہزاء و تمسخر کا نشانہ جس قدر ڈاڑھی کو بنایا جا رہا ہے شاید کسی اور چیز کو نہیں بنایا جا رہا، چنانچہ کسی ڈاڑھی والے شخص میں لوگوں کو ذرا سی خامی بھی نظر آئے تو براہِ راست اسے ٹوکنے کی بجائے اس کی ڈاڑھی پر نزلہ گرایا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ لطیفہ زبان زدِ عوام ہے کہ ایک باریش مسلمان سائیکل پر سوار کہیں جا رہا تھا اتفاق سے ایک بچہ سائیکل کی زد میں آگیا۔ یہ دیکھتے ہی مقامی لوگ اس پر پل پڑے، گالیوں کی بوچھاڑ کردی اور یہ طعنہ دینے لگے کہ نالائق دیکھتا نہیں، ڈاڑھی منہ پر ہے پھر بھی سائیکل بچے پر چڑھا دی۔ وہ بیچارہ بڑی معصومیت سے بولا قصور میرا ہے آپ لوگ مجھ پر غصہ اتاریں، ڈاڑھی کو کیوں کوس رہے ہیں؟ یہ کوئی سائیکل کا بریک تو نہیں کہ اسے قصوروار ٹھہرایا جائے۔

اسی طرح "چور کی ڈاڑھی میں تنکا" "کرے ڈاڑھی والا پکڑا جائے مونچھوں والا" یا اس نوع کے دوسرے محاورے بھی اسی بے دین ذہنیت کے عکاس ہیں۔ ذیل میں ڈاڑھی منڈانے والے لوگوں کی جانب سے اس گناہ کے جواز پر پیش کئے جانے والے دلائل کے مختصر سے جوابات اس مقصد سے تحریر کئے جا رہے ہیں کہ شاید اس قسم کے سطحی اشکالات واقعی کسی سادہ لوح مسلمان کے لئے ڈاڑھی رکھنے میں رکاوٹ نہ ثابت ہوں ورنہ علمی دنیا میں ان دلائل کا کوئی وزن نہیں۔ اصل موضوع پر آنے سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اس قسم کے اعتراضات کا اصل منشا دین سے بے اعتنائی ہے۔ اگر دل میں دین کی عظمت ہو تو کبھی بھی اس قسم کے لچر اعتراضات زبان پر نہ آئیں، چنانچہ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

دین کو لوگوں نے تختۂ مشق بنا لیا ہے کہ لوگ اپنی رایوں کا احکام میں دخل دیتے ہیں اور ان کی علتیں گھڑتے ہیں، اور علماء سے بھی اس طرح سوال کرتے ہیں کہ امر اس طرح کیوں ہے؟ سود لینا کیوں حرام ہے؟ فلاں بات کس لئے منع ہے؟ پھر فرمایا کہ میں نے ایک موقع پر اس کے متعلق یہ بیان کیا تھا کہ یہ بات تو مسلم ہے کہ اگر کسی مکان میں ماہرینِ علوم جدیدہ بیٹھے ہوں اور انجنیر صاحب ان کو یوں کہیں کہ فوراً اٹھو۔ یہ مکان گرا چاہتا ہے تو کچھ بھی تامل اٹھنے میں نہ کریں گے اور علت نہ پوچھی جائے گی اس وجہ سے کہ وہ جانتے ہیں کہ وہ ایسے فن سے واقف ہیں جو ہم نہیں جانتے، اس لئے ان کے حکم کی قدر کی جاتی ہے اور اس لئے ان کے حکم کے موافق عمل کرنے میں تامل

نہیں کرتے، نہ علت تلاش کرتے ہیں، نہ اس سے علت پوچھتے ہیں بلکہ حکم کی تعمیل کے واسطے تیار ہوجاتے ہیں۔ یا سول سرجن صاحب آکر اگر کوئی دوا بتائیں تو اس میں کچھ بھی چون وچرا نہیں کرتے، جانتے ہیں کہ اس فن کا ماہر ہے، سمجھنے کی بات ہے کہ جس فن سے یہ لوگ واقف نہیں اس میں کم اور کیف سے کس لئے دخل دیتے ہیں؟ ہم دیکھتے ہیں کہ کسی کی عظمت مانع ہوتی ہے اس کے احکام کی علت ڈھونڈنے سے، اس کی نظیر ایسی سمجھ لیجئے کہ ایک تو کوئی دوست برابر کے مرتبے کا حکم کرے تو اس کی علت پوچھتے ہیں کہ تم نے یہ حکم کس لئے دیا؟ اور ایک حاکم کی طرف سے کوئی حکم صادر ہو تو ہرگز علت نہیں پوچھتے۔ وجہ یہ کہ دوست کی عظمت اتنی قلب میں نہیں، ایک معمولی چیز ہے اور حکام کی عظمت ہے اس لئے حجت نہیں کرتے۔ سو جب خدا تعالیٰ کے احکام کی علل دریافت کی جاتی ہیں اس سے تو شبہ پڑتا ہے کہ ان کے دل میں حق تعالیٰ کی عظمت نہیں ہے۔ (اشرف الجواب ص ۳۰۴)

(۱) بعض لوگ کہتے ہیں ڈاڑھی کا حکم قرآن میں دکھاؤ، قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ اتنی اتنی ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے؟

جواب: قرآن میں یہ کہاں لکھا ہے کہ صرف قرآن کو ہی ماننا ضروری ہے حدیث کو ماننا ضروری نہیں۔ قرآن تو صاف کہہ رہا ہے: وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا الآیۃ (۵۹ - ۷) (اور رسول تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو)

حقیقت یہ ہے کہ قرآن میں احکام کی تفصیل مذکور نہیں صرف قواعد وکلیات ہیں، تفصیلی احکام کتب حدیث وفقہ میں ہیں۔ صرف قرآن کا نعرہ لگانے والے نماز کی ایک رکعت بھی قرآن سے ثابت نہیں کرسکتے۔ اسی طرح زکوٰۃ، روزہ، حج کے بنیادی احکام بھی قرآن میں کہیں مذکور نہیں۔ لہٰذا ان لوگوں کو چاہئے کہ صرف ڈاڑھی کا نہیں، پورے دین کا انکار کردیں۔ تو یہ کہنا کہ فلاں حکم قرآن سے دکھاؤ ایک گمراہ کن فریب کے سوا کچھ نہیں۔ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

آج کل ایک عام غلطی یہ بھی ہورہی ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ مسئلے کو قرآن شریف سے ثابت کریں حالانکہ دلائل شرعیت کے چار ہیں، اگر ان میں سے ایک سے بھی مسئلہ ثابت ہوجائے گا تو وہ شرعاً ثابت ہوجائے گا، چنانچہ ڈاڑھی رکھنے کی نسبت بعضے کہتے ہیں کہ قرآن شریف سے دلیل لاؤ کہ ڈاڑھی رکھنا فرض ہے۔ اور یہ دلائل کا مطالبہ کرنے والے ایسے حضرات ہیں کہ جن کو خود تحقیق د

استدلال ہی سے اصلاً مس نہیں، ان کو تو چاہئے تھا کہ محض تقلید کرتے علماء کی۔ قاعدہ عقلی ہے کہ جس فن کا جو جاننے والا ہوتا ہے وہی اس میں دخل دے سکتا ہے اور نہ جاننے والا اگر دخل دے تو اس کو سب ہنستے ہیں یہ قاعدہ ہر جگہ تو جاری کرتے ہیں لیکن دین کے اندر ہر شخص مجتہد ہونے کا مدعی ہے اور ہر کس و ناکس اس میں دخل دینے کے لئے تیار ہے۔ فنِ زراعت کو مثلاً میں نہیں جانتا تو اگر میں گیہوں بونے کا طریقہ بیان کروں تو جاننے والے یہ کہیں گے کہ تم کیا جانو۔ اور تمام عقلاء کے نزدیک جواب کافی سمجھا جائے گا۔ مگر حیرت ہے کہ دین کے بارے میں اگر علماء بعینہٖ یہی جواب دیتے ہیں تو ناکافی شمار ہوتا ہے۔ (اشرف الجواب ص۳۳۲)

(۲) بہت سے لوگ کہتے ہیں ڈاڑھی رکھنا سنت ہی تو ہے، فرض یا واجب تو نہیں۔ پھر علماء اس پر اتنا زور کیوں دیتے ہیں؟

جواب: احادیث یا دینی کتب میں ڈاڑھی کے لئے جہاں کہیں سنت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے وہاں سنت سے مراد معروف اصطلاحی معنوں میں سنت نہیں ہے جو فرض و واجب کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے بلکہ سنت کے لغوی معنی مراد ہیں۔ عربی میں سنت کہتے ہیں شاہراہِ عام اور معروف و متداول راستہ کو۔ پس مطلب واضح ہے کہ ڈاڑھی رکھنا اس سہل سیدھے اور فطری راستہ کا اختیار کرنا ہے جس پر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سمیت پوری جماعتِ انبیاء گامزن رہی۔ اور ڈاڑھی کٹانا اس سیدھے راستہ سے انحراف ہے، یا ڈاڑھی پر سنت کا اطلاق ان معنوں میں کیا گیا کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

وگذاشتنِ آن بقدرِ قبضہ واجب است، وآنکہ آنرا سنت گویند بمعنی طریقہ مسلوکہ در دین است یا بجہت آنکہ ثبوتِ آن بہ سنت است، چناں کہ نماز عید را سنت گفتہ اند (اشعۃ اللمعات ص۲۸۸ ج۱)

ڈاڑھی مشت بھر رکھنا واجب ہے۔ اور جو حضرات اسے سنت کہتے ہیں وہ ان معنوں میں کہتے ہیں کہ یہ دین میں معروف و مستعمل راستہ ہے (یعنی لغوی معنوں میں) یا اس پہلو سے سنت کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے۔ جیسا کہ نمازِ عید کو بھی سنت کہتے ہیں (حالانکہ وہ واجب ہے)"

نماز عید کی طرح قربانی پر بھی سنت کا اطلاق کیا گیا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے ما ھذہ الاضاحی قال سنۃ ابیکم ابراھیم علیہ السلام الحدیث (قربانی تمہارے جدِ امجد ابراھیم علیہ السلام کی سنت ہے) (ابن ماجہ: ۲۲۶)

ایک دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو سنت اپنے وسیع معنوں میں فرائض وواجبات سمیت پورے دین کو شامل ہے، چنانچہ مشہور حدیث فمن رغب عن سنتی فلیس منی کے ذیل میں علامہ طاہر فتنی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ای اعرض عن طریقتی فرضاً او سنة عملاً او عقیدةً فلیس قریباً منی۔

"جو شخص میرے طریقہ ودستور سے منہ موڑ لے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں وہ دستور خواہ فرض ہو یا سنت اور اس کا تعلق عمل سے ہو یا عقیدہ سے" (مجمع بحار الانوار ص۱۳۲ ج ۳)

اس سے یہ واضح ہو گیا کہ لفظ سنت کی آڑ لیکر ڈاڑھی کی قدر وقیمت کو گھٹایا نہیں جا سکتا

معہٰذا معترضین کی یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ ڈاڑھی فرض وواجب نہیں صرف سنت ہی ہے تو بھی سوچنے کا مقام ہے کہ کیا ایک مسلمان کی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کوئی کم درجہ کی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ تو اتباع محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر تمغۂ محبوبیت عنایت فرما رہے ہیں: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ..... مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین سنت کے ساتھ یہ سلوک کہ روز کے روز صبح اٹھ کر اسے استرے سے صاف کر کے گندی نالی میں بہا دیتے ہیں فالی اللہ المشتکیٰ۔

(۲) اگر معترضین کے دل میں سنت کی نہ سہی فرض ہی کی کچھ وقعت ہے تو انہیں سمجھ لینا چاہئے کہ سنت فرض سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ حدیث کی رو سے سنت فرض کے لئے باعث تکمیل ہے، سنت کے بغیر فرض بھی ناتمام اور ادھورا عمل ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ۔[۱]

اس شخص کا کوئی وضو نہیں جو اللہ تعالیٰ کا نام لئے بغیر وضو کرے۔

لا صلوٰة لمن لم یقم صلبه فی الرکوع والسجود۔[۲]

اس شخص کی کوئی نماز نہیں جو رکوع سجدہ میں پشت سیدھی نہ رکھے۔

لا صلوٰة لجار المسجد الا فی المسجد۔[۳]

مسجد کے قریب رہنے والے کی نماز مسجد کے سوا کہیں جائز نہیں۔

---

[۱] ابوداود ۱/۱۵، ترمذی ۱/۱۳ [۲] نسائی ۱/۱۵۸ [۳] بیہقی۔ دارقطنی بسند ضعیف۔

ان احادیث میں جن چیزوں کے ترک پر وضو اور نماز کی نفی کی گئی ہے وہ چیزیں فرض و واجب نہیں سنت ہی ہیں۔ پھر وضو غسل نماز وغیرہ عبادات میں غور کریں تو فرائض کی تعداد کم اور سُنتوں کی تعداد زیادہ ہے، اگر اعمال میں سے سنتوں کو نکال دیا جائے تو تقریباً شریعت کا دو تہائی حصہ اٹھ جائے گا، اور فرائض یا واجبات کی صورت میں جو ایک تہائی باقی رہے گی وہ بھی بارگاہِ الٰہی میں ناقابلِ قبول، اس لئے کہ فرائض کے قبول کا وسیلہ سنتیں ہی ہیں، سنت کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے یہ بحث ہم نے درج کردی ورنہ ڈاڑھی کو سنت سمجھنا ہی سِرے سے غلط ہے، اس کے واجب ہونے پر ہم پوری امت کا اجماع نقل کر چکے ہیں۔

③ ڈاڑھی رکھنے نہ رکھنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ اصل چیز تو باطن کی صفائی ہے، انسان کا دل پاک ہونا چاہیئے گو ہمارے چہروں پر ڈاڑھی نہیں مگر دل تو پاک ہیں۔

جواب: اگر دل پاک ہوتا تو ایسی ناپاک بات زبان پر نہ آتی، یہ تو عقل ونقل کا مسلّم اصول ہے کہ انسان کا ظاہر ہمیشہ باطن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ دل کی پاکی اور صفائی زبانی دعووں سے نہیں صورت وسیرت سے ظاہر ہوتی ہے۔ کوئی شخص صورت تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی اختیار کرے، کرتوت بھی انہی کے سے ہوں مگر زبان سے یہی رٹ لگاتا جائے کہ میرا دل پاک ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے معمور ہے تو اس سے بڑھ کر جھوٹ اور فریب کیا ہوگا؟ اگر ایسے "پاک دل" انسان کو کوئی شخص پکڑ کر کیچڑ گارے میں لتھیڑ دے اور اس کی مزاحمت پر کہے حضور! برامت منائیے، میں نے آپ کے کپڑے ہی آلودہ کئے ہیں دل تو ویسے ہی پاک اور اجلا ہے، تو ایمانداری سے بتلایئے یہ سن کر وہ مطمئن ہو جائے گا یا مزید مشتعل؟ تو جو جواب خود اس کے لئے موجبِ اشتعال ہے دوسروں کے لئے کیوں کر موجبِ اطمینان ہوگا؟ ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند۔ دل کی صفائی تو تقوٰی و دینداری سے ہوتی ہے کہ انسان اللہ تعالٰی کی نافرمانی چھوڑ کر اس کی رضاجوئی میں لگ جائے۔ تقوٰی اختیار کئے بغیر کوئی پاک دل ہونے کا دعوٰی کرتا ہے تو وہ گویا پاکی کا مفہوم سمجھا ہی نہیں یا اس نے غلاظت کا نام طہارت وپاکی رکھ لیا ہے۔

④ مصر اور دوسرے کئی اسلامی ممالک کے علماء بلکہ قاضی مفتی تک ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں، کیا وہ قرآن وحدیث کا علم نہیں رکھتے؟

جواب: صریح احادیث اور اجماعِ امت کے مقابلہ میں یہ دلیل پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتی، اول تو اتنے بڑے فسق وفجور کو علماء کا عمل کہنا ہی علم کی توہین ہے۔ مصر، ترکی وغیرہ اسلامی ممالک میں ہزاروں درجہ

بے دینی اور بے راہ روی کے باوجود اب بھی علماء حق موجود ہیں اور ان کے چہروں پر سنت کے مطابق ڈاڑھیوں کے سہرے لٹک رہے ہیں اور ان حضرات کی پوری زندگیاں شریعت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ بے ریش لوگوں کی نظر میں یہ بزرگ ہستیاں نہیں جچتیں، اگر نظر انتخاب پڑتی ہے تو ایسے بے دین لوگوں پر جنہوں نے اپنی شکلوں کے ساتھ ساتھ دین کا پورا حلیہ بھی بگاڑ دیا۔ جن کی نظر میں ڈاڑھی، شرعی پردہ، شرعی لباس اور بہت سے اسلامی شعائر فرسودہ قسم کی چیزیں ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کی طرف سے تصویر اور بنک کے سود ایسی لعنت تک کے جواز کے فتوے صادر ہو چکے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کو علماء کے زمرے میں شامل کرنا اور انہیں مقتدا ٹھہرانا درحقیقت قیامت کی نشانی ہے۔ فضلّوا واضلّوا۔

پھر معترض دیانتداری سے بتائیں کہ وہ ڈاڑھی رکھتے تھے یا رکھنا چاہتے تھے لیکن مصری متجددین کا عمل دیکھ کر اس سے رک گئے یا ڈاڑھی منڈانے کی لت تو شروع سے لگی تھی مگر ان لوگوں کے طرز عمل سے اتفاقیہ تائید ہاتھ آگئی؟

لطیفہ: پاکستان میں ڈاڑھی مونڈنے والے لوگ اہل مصر کا حوالہ دے کر دل بہلاتے ہیں جبکہ پاکستان میں دینداری الحمدللہ مصر سے درجہا زیادہ ہے، اگر اہل مصر سے ڈاڑھی مونڈنے کی دلیل دریافت کی جائے تو وہ لوگ شاید پاکستان کا حوالہ دے کر اپنے تئیں اطمینان حاصل کرتے ہوں کہ جب اتنے بڑے اسلامی ملک میں ڈاڑھی منڈائی جاتی ہے تو ہمارا کیا قصور ہے؟ اس طرح یہ دلیل جانبین کے لئے کارآمد بن گئی۔

من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

⑤ آج کل لوگ ڈاڑھی رکھ کر جھوٹ بولتے ہیں، دھوکہ دیتے ہیں اور بہت سے گھناؤنے کام کرتے ہیں، ایسی ڈاڑھی سے کیا فائدہ؟ ڈاڑھی کی آڑ میں شکار کرنے سے بہتر ہے کہ انسان ڈاڑھی نہ رکھے۔

جواب: یہ بات تو ایک حد تک درست ہے کہ بعض ڈاڑھی والے لوگ غلط حرکتیں کرتے ہیں، لیکن اس سے اس بات کا جواز کیوں کر نکلا کہ ڈاڑھی کا قلع قمع کر دیا جائے؟ کل کلاں یہی اعتراض کوئی ناک پر شروع کر دے تو کیا یہ معترض ناک کٹوانے پر بھی آمادہ ہو جائیں گے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاڑھی مرد کا زیور اور شرم و حیاء کا منبع ہے، ڈاڑھی انسان کو قدم قدم پر نیکی پر اکساتی اور برائی سے پاک رکھتی ہے، اس کے باوجود اگر کوئی شخص ڈاڑھی رکھ کر اسے بے توقیر کرتا ہے اور بُری خصلتوں سے باز نہیں آتا تو اسے نیکی کی تلقین کی جائے گی کہ نیک بن کر ڈاڑھی کی لاج رکھ لے، برائی میں پڑ کر ڈاڑھی کو بدنام نہ کرے، اسے اس بات کی فہمائش کی جائے گی نہ یہ کہ اس کی حماقت کو آڑ بنا کر ڈاڑھی کو بدنام کیا جائے گا یا اسے صاف کر دینے کا مشورہ دیا جائے گا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی گئی کہ وہ رات کو تہجد پڑھتا ہے اور صبح چوری کرتا ہے تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کی نماز اسے عنقریب اس گناہ سے روک دے گی (بزار ابو یعلی)
حقیقت یہ ہے کہ ڈاڑھی والے مسلمان جھوٹ نہیں بولتے بلکہ جھوٹ بولنے والے لوگ بعض اوقات ڈاڑھی رکھ لیتے ہیں اور ان کی وجہ سے پورا طبقہ بدنام ہونے لگتا ہے۔ چنانچہ حضرت گنگوہی قدس سرہ سے کسی نے شکایت کی کہ حضرت آپ کے مدرسہ کے طلبہ نمازیوں کی جوتیاں چوری کرلیتے ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ طالب علم تو کبھی چور نہیں ہوتے، البتہ چور کبھی کبھی طلبہ کے بھیس میں آجاتے ہیں۔
جو لوگ ڈاڑھی رکھ کر جھوٹ بولنے والے اکا دکا افراد کی آڑ میں ڈاڑھی کو کوستے ہیں انہیں ڈاڑھی کا دوسرا پہلو کیوں نظر نہیں آتا کہ راست گوئی، دیانت داری، انصاف پروری اور فکرِ آخرت ایسی اعلیٰ صفات بھی اسی طبقے میں پائی جاتی ہیں۔ اس سے بڑھ کر ڈاڑھی کا اعزاز کیا ہوگا کہ انبیاء، اولیاء، صدیقین اور دنیا بھر کے اتقیاء وصالحین ڈاڑھی والوں میں ہی گذرے ہیں، اب اگر کوئی شخص اللہ کے نیک بندوں کا بھیس اختیار کرکے دھوکا دیتا ہے تو اس ایک فرد کی اصلاح ضروری ہے، نہ یہ کہ دنیا بھر کے نیک اور دیندار لوگوں کو بے دین بننے کا مشورہ دیا جائے۔ غور کیا جائے تو یہ اعتراض بھی درپردہ ڈاڑھی کی عظمت کا اعتراف ہے کہ جھوٹ بولنا، فریب دینا اور دوسری برائیوں کا ارتکاب کسی ڈاڑھی والے کو زیب نہیں دیتا۔ یہ تمام کام ایسے شخص کو زیبا ہیں جو ڈاڑھی نہیں رکھتا۔

⑥ بہت سے لوگ حصولِ ملازمت یا کسی دوسرے لالچ کی خاطر ڈاڑھی منڈاتے ہیں کہ ڈاڑھی رکھ لی تو نوکری نہیں ملے گی، یا رشتہ کون دے گا؟ یا یہ کہ لوگ مذاق اڑائیں گے۔

جواب: حصولِ ملازمت یا کسی دوسرے دنیوی لالچ کی خاطر ڈاڑھی منڈانا ایک مسلمان کی شان سے نہایت گری ہوئی حرکت ہے۔ اور اس کے ایمان ویقین کے بھی سخت منافی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ولا یحملنکم استبطاء الرزق ان تطلبوہ بمعاصی اللہ الحدیث، طبرانی فی الکبیر (مجمع الزوائد صـ۷۲ ج۴)

"اور تم لوگوں کو رزق کا دیر سے ملنا اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے ذریعے رزق طلب کرنے لگو"

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

یا ابا ھریرۃ جف القلم بما انت لاق الحدیث. (بخاری ۲/۹۷۶)

"ابوہریرہ! جو کچھ تمہیں پیش آنا ہے تقدیر کا قلم اسے لکھ کر خشک ہوچکا"

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

وتعلم ان ما اصابك لم يكن ليخطئك وان ما اخطأك لم يكن ليصيبك

(ابوداؤد ۲/ ۲۹۸)

"اور جان لو کہ جو چیز تمہیں پہنچی ہے وہ تم سے چوکنے والی نہ تھی اور جو تمہارے ہاتھ سے نکل گئی وہ تمہیں ملنے والی نہ تھی"

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان نفسا لن تموت حتی تستکمل رزقھا (شرح السنة)

"کسی نفس کو رزق مکمل کئے بغیر ہرگز موت نہیں آسکتی"

یہ ارشادات کہاں تک نقل کئے جائیں، افسوس کہ مسلمان کو دین اسلام سے اتنا بھی لگاؤ نہیں جتنا غیر مسلموں کو اپنے باطل مذاہب سے ہے۔ سکھوں کی مثال سب کے سامنے ہے ان کی ڈاڑھی تو زندگی کے کسی مرحلے میں رکاوٹ نہیں بنتی، رکاوٹ بنتی ہے تو صرف مسلمان کے لئے۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے واقعات میں لکھا ہے:

ایک دفعہ کالج کے طلبہ بیٹھے تھے ڈاڑھی کا ذکر آگیا، لڑکوں نے کہا: شاہ جی! آج کل کالجوں میں ڈاڑھی رکھنا مشکل ہے۔ ہنس کر فرمایا ہاں بھائی خالصہ کالج (سکھوں کا کالج) میں آسان ہے، اسلامیہ کالج میں مشکل ہے۔ (بخاری کی باتیں ص۸)

پھر بنظر انصاف دیکھا جائے تو یہ بات عام مشاہدہ کے بھی خلاف ہے، عہدوں کی تقسیم ڈاڑھی گھٹانے بڑھانے پر نہیں بلکہ لیاقت اور ڈگریوں پر ہوتی ہے۔ اگر تھوڑی سی جستجو کی جائے تو اس گئے گزرے دور میں بھی بے ریش لوگوں کے دوش بدوش بڑے بڑے مناصب پر فائز آپ کو باریش بھی نظر آئیں گے، باریش جج، باریش وکلاء، باریش فوجی جرنیل، باریش ڈاکٹر اور بڑے بڑے افسر اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس وقت بحمد اللہ تعالیٰ صدر پاکستان بھی باریش ہیں۔ اگر پوری ڈاڑھی رکھ کر ایک مسلمان منصب صدارت تک پہنچ سکتا ہے تو کوئی دوسرا مسلمان ڈاڑھی رکھ کر کلرک کیوں نہیں بن سکتا؟ یہ تو ایک اسلامی ملک کی بات ہے، کافر ممالک اور بالخصوص کفر کے سب سے بڑے گڑھ امریکہ میں بھی باریش مسلمان بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ وہ بڑے بڑے کاروبار چلارہے ہیں اور عزت کی زندگی گذار رہے ہیں، مسلمان تاجروں کے لئے ان کی ڈاڑھی بلکہ پگڑی اور کرتہ وشلوار بھی اتنے بڑے کفرستان میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں، پس ڈاڑھی کسی بڑے سے بڑے منصب تک پہنچنے میں بھی رکاوٹ نہیں۔ اور سچی بات یہ ہے کہ باریش مسلمان جہاں

کہیں سرکاری عہدوں پر فائز ہیں ان کا وقار و احترام دوسروں سے کہیں زیادہ ہے جو مسلمان عہدہ ومنصب یا کسی دوسرے لالچ میں ڈاڑھی منڈاتا ہے وہ درحقیقت احساسِ کمتری کا شکار ہے، ایک مسلمان ہونے کے ناتے اسے یہ یقین کیوں نہیں آتا کہ جس منصب کے لالچ میں وہ ڈاڑھی منڈا رہا ہے اگر وہ اس کے مقدر میں ہے تو پوری ڈاڑھی رکھ لینے کے بعد بھی وہ اسے مل کر رہے گا، اور اگر مقدر میں نہیں ہے تو ڈاڑھی چھوڑ چار ابروؤں کا صفایا کر دے تو بھی اس سے محروم رہے گا، پھر اس گناہِ بے لذّت سے کیا فائدہ؟

یہاں ایک واقعہ کا ذکر کرنا عبرت سے خالی نہ ہوگا۔ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی قدس سرہ اپنے ایک دوست سید محمد جمیل مرحوم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ڈاڑھی کا ذکر آگیا تو یہ لکھنا فائدہ اور دلچسپی اور عبرت و موعظت کے لئے بھی مفید معلوم ہوتا ہے کہ غالباً انہوں نے خود سنایا کہ جب اکاؤنٹس کے ایک بڑے امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد ان کا (غالباً شملہ میں) ماہرین کی ایک کمیٹی کے سامنے جن میں غالباً سب انگریز تھے، انٹرویو ہونے جا رہا تھا تو ان کو ایک تجربہ کار خیر خواہ نے مشورہ دیا کہ تم اپنی ڈاڑھی منڈوا دو، اس ڈاڑھی کے ساتھ تمہارا انتخاب نہیں ہو سکے گا، بھائی سید محمد جمیل صاحب نے مجھے خود سنایا کہ اس انٹرویو میں ایک قادیانی نوجوان بھی شریک ہو رہے تھے۔ ان سے بھی یہ کہا گیا، انہوں نے اپنے اتالیقوں اور سرپرستوں سے پوچھا اور اس خطرہ کا اظہار کیا اور بھائی جمیل صاحب نے اپنے والدِ محترم الحاج سید خلیل صاحب سے پوچھا، ان کا بیان ہے کہ قادیانی نوجوان کو ان کے سرپرستوں نے یا ان کے دینی رہنما نے ڈاڑھی منڈانے کی اجازت دیدی لیکن سید محمد خلیل صاحب نے جواب میں لکھا یا کہا کہ رازقِ حقیقی خدا ہے وہ چاہے گا تو اس ڈاڑھی کے ساتھ بھی انتخاب ہو جائے گا، ڈاڑھی منڈانے کی ضرورت نہیں۔ بھائی جمیل صاحب یہ عبرتناک اور سبق آموز نتیجہ سناتے تھے کہ قادیانی نوجوان کا ڈاڑھی منڈانے کے باوجود انتخاب نہیں ہوا اور ان کا ڈاڑھی کے باوجود انتخاب ہو گیا، اور پھر ان کے حلقۂ تعارف کو معلوم ہے کہ وہ ترقی کرتے کرتے ہندوستان میں اس شعبہ کے اعلےٰ عہدے پر پہنچے اور جب وہ پاکستان منتقل ہوئے تو وہاں کے اکاؤنٹنٹ جنرل کے اعلیٰ عہدہ پر پہنچے، اور اسی سے پنشن لی۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ۔

(پرانے چراغ ص۱۶۲ ج ۲)

اس کے علاوہ بھی ڈاڑھی پر کئی اعتراض سننے میں آتے ہیں مگر ان ہفوات کے جواب میں

وقت ضائع کرنے کی بجائے ہم معترضین کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ وہ سنجیدگی سے سوچیں کہ ایک طرف تو یہ خود ساختہ دلیلیں جنہیں دلیل کہنا بھی سینہ زوری ہے، دوسری طرف ڈاڑھی کے متعلق قرآنی آیات، صحیح و صریح احادیث اور حضرات انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سمیت دنیا بھر کے صالحین و متقین اور اہل اللہ کا تعامل ہے کل بروزِ قیامت اگر اس جرم پر مؤاخذہ ہوا تو انصاف سے کہیئے کیا ان دور از کار اور بودی دلیلوں کا سہارا لے کر آپ چھوٹ سکتے ہیں؟ کیا اس سے بہتر نہیں کہ گناہ کو گناہ سمجھ کر ہی کیا جائے۔ شاید کبھی توبہ و انابت کی توفیق مل جائے۔

متعلقہ مسائل:

○ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ سنت کو بُرا سمجھنا یا اس کا مذاق اڑانا درحقیقت اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزاء ہے جس کے کفر ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ جب سنت سے استہزاء کفر ہے تو ڈاڑھی واجب ہے، اور شعارِ اسلام ہے، ایک مشت سے کم کرنا بالاجماع حرام ہے، اس کا مذاق اڑانا بطریقِ اولیٰ کفر ہے.... اسے دوبارہ مسلمان کر کے نکاح بھی دوبارہ کیا جائے، اگر دوبارہ اسلام قبول نہ کرے تو حاکم پر فرض ہے کہ اس کے قتل کا حکم دے۔ (احسن الفتاویٰ ص۴۲ ج ۱)

○ ڈاڑھی منڈانے یا کترانے والا اور انگریزی بال رکھنے والا فاسق ہے اس لئے اس کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے، اس کی اذان کا اعادہ مستحب ہے، اقامت کا نہیں۔

(احسن الفتاویٰ ص۲۸۵ ج ۲)

○ ڈاڑھی کٹانے یا منڈانے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے اس لئے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔ اگر کوئی ایسا شخص جبرًا امام بن گیا یا مسجد کی منتظمہ نے بنا دیا اور ہٹانے پر قدرت نہ ہو تو کسی دوسری مسجد میں صالح امام تلاش کرے اگر میسر نہ ہو تو جماعت نہ چھوڑے بلکہ فاسق کے پیچھے ہی نماز پڑھ لے اس کا وبال و عذاب مسجد کے منتظمین پر ہوگا۔

(احسن الفتاویٰ ص۲۶۰ ج۳)

البتہ فاسق کی اقتداء میں پڑھی گئی نماز کا اعادہ واجب نہیں (کذا فی احسن الفتاویٰ ص۲۶۲ ج ۳)

○ ڈاڑھی دائیں بائیں اور نیچے تینوں اطراف سے بقدرِ مشت رکھنا واجب ہے، آجکل جو فیشن نکلا ہے کہ بعض لوگ ڈاڑھی اطراف سے کٹوا کر نیچے کو کچھ چھوڑ دیتے ہیں تو یہ ناجائز اور

حرام ہے، حدیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ حضرت کعب احبار اور حضرت ابوالخلد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ڈاڑھیوں کو کاٹ تراش کر کبوتر کی دم کی طرح بنادیں گے ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

○ ریش بچہ (نیچے کے ہونٹ سے متصل بال) یا اس کے دائیں بائیں سے بال لینا ناجائز اور بدعت ہے۔ (رد المختار ص۴۰۷ ج ۶)

چنانچہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کی شہادت بھی رد کردی۔ (احیاء العلوم ص۱۴۷ ج ۱)

○ سر یا ڈاڑھی میں سے سفید بال چننا جائز نہیں لما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تنتفوا الشیب فانہ نور المسلم الحدیث (ابوداؤد: ۲۲۵/۲، نسائی: ۲۷۶/۲)

○ خط بنوانا یعنی رخساروں کے بال لینا جائز ہے۔ حضرت گنگوہی قدس سرہ لکھتے ہیں: رخساروں کے بال منڈوانا جائز ہیں مگر خلاف اولیٰ ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۸۵)

○ حلق کے بال نہ منڈوائے جائیں، لیکن کوئی منڈوادے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی حرج نہیں۔ (رد المختار ص۴۰۸ ج ۲)

○ اگر کسی کے چہرے پر ڈاڑھی کے بال نہیں آرہے ہیں اور وہ اس مقصد سے کہ بال اُگ آئیں رخساروں پر استرا چلاتا ہے تو جائز ہے۔ (کذا فی احسن الفتاویٰ ص۷۶ ج ۸)

○ ڈاڑھی میں گرہ لگانا یعنی موڑ توڑ کر گھونگریلے بال بنانا حرام ہے۔ حدیث میں اس پر یہ وعید آئی ہے: فان محمداً منہ بریٔ "
"محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص سے بیزار ہیں،، (ابوداؤد ص۶ ج ۱- نسائی: ۲۷۶/۲)

○ سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں سیاہ خضاب لگانا یا ایسا رنگ استعمال کرنا جس سے دیکھنے والوں کو بوڑھے اور جوان کے مابین امتیاز کرنے میں اشتباہ ہوجائے بالاجماع حرام ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو رسالہ طریق السداد مندرجہ احسن الفتاویٰ ص۳۵۵ ج ۸۔

○ بالوں میں جلد سفیدی لانے کے لئے کوئی دوا استعمال کرنا (تاکہ لوگ اسے باوقار اور بزرگ سمجھیں) سیاہ خضاب کی طرح ممنوع ہے۔ (احیاء العلوم ص۱۶۹ ج ۱)

○ سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں سرخ خضاب کا استعمال مسنون اور مسلمانوں کا خاص شعار ہے، اسی طرح دشمن پر رعب ڈالنے کے لئے مجاہد کا سیاہ خضاب استعمال کرنا بھی مستحسن ہے۔ (فتاویٰ عالمگیریہ ص۳۵۹ ج ۵)

○ افضل یہ ہے کہ ناخن، مونچھوں، زیر ناف بالوں اور پورے جسم کی صفائی ہر ہفتہ کی جائے ورنہ پندرھویں دن میں، مزید تاخیر کردے تو آخری حد چالیس دن ہے اس کے بعد کوئی رخصت نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیریہ ص۳۵۷ ج ۵)

○ ناخن اور بال کاٹنے کے بعد دفن کردینے چاہئیں، پھینکنے میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن بیت الخلاء یا غسل خانہ میں ڈالنا ناپسندیدہ ہے، اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔
(فتاویٰ عالمگیریہ ص۳۵۸ ج ۵)

○ سر اور ڈاڑھی کے بالوں کی خبرگیری کرنا، انہیں بنا سنوار کر رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پراگندہ اور بکھرے بالوں کی صورت میں دیکھ کر سخت تنبیہ فرمائی (موطا امام مالک) اس لئے حسب ضرورت تیل اور کنگھی کا استعمال کرتے رہنا چاہیے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی ڈاڑھی مبارک میں اکثر کنگھی کیا کرتے تھے الحدیث (شمائل ترمذی ص۲۷)

پند پیر دانا :

ڈاڑھی کے متعلق اس قدر احادیث و آثار اور فقہی تصریحات نقل کرنے کے بعد مزید کچھ لکھنے کی حاجت تو نہیں رہتی مگر بزرگوں کی پند و نصائح میں اللہ تعالیٰ نے اکسیر کی خاصیت رکھی ہے، "از دل خیزد بر دل ریزد" کے مصداق کبھی ایک بات انسان کے لئے کایا پلٹ ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ آخر میں اکابر اہل اللہ کے کچھ ارشادات نقل کردیئے جائیں۔ خاطر خواہ فائدہ کے لئے ضروری ہے کہ ان ارشادات کو غور و تدبر سے پڑھا جائے اور دل کے کانوں سے سنا جائے۔

① حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ :

ڈاڑھی ایسی چیز ہے کہ اس سے چھوٹے بڑے کی تمیز ہو سکتی ہے اور مردوں کے لئے ایک قسم کا جمال اور ان کی شکل کو پورا کرنے والی ہے، اس واسطے اس کا بڑھانا ضروری ہے اور اس کا ترشوانا مجوس کا طریقہ ہے اور اس میں خلق الٰہی کی تغیر بھی پائی جاتی ہے، ڈاڑھی ترشوانے کی وجہ سے بڑے بڑے سردار اور خاندانی لوگ رذیلوں میں شمار ہو جاتے ہیں۔ تمام انبیاء، صلحاء ڈاڑھی رکھتے آئے ہیں، اگر ڈاڑھی منڈانے میں کوئی مصلحت اور فائدہ ہوتا تو وہ سب سے پہلے منڈواتے، کیونکہ

ایسے لوگ تمام دنیا کے لئے بہتری وبھلائی کا نمونہ بن کر آیا کرتے ہیں (المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ ص۲۴۱)

ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ ڈاڑھی سے چہرہ پر نور معلوم ہوتا ہے، ڈاڑھی بڑے احترام کی چیز ہے۔ خواجہ صاحب کا یہ قول مجھ کو بہت ہی پسند آیا کہ ڈاڑھی چہرہ پر دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بادشاہ ہے، فرمایا کہ ڈاڑھی کے متعلق یورپ میں بھی قانون ہے کہ بادشاہ ڈاڑھی رکھے۔ چنانچہ جارج پنجم کے ڈاڑھی ہے، اگر ڈاڑھی رکھنا عزت کی بات نہ تھی تو بادشاہ کے لئے قانون کیوں ہے؟ پادری مذہبی لوگ ہیں، سب ڈاڑھی رکھتے ہیں، ایسی کہ بعض کی ناف تک ہوتی ہے۔ خدا معلوم یہ منڈانے کی واہیات رسم کہاں سے نکلی ہے؟ (ملفوظات حکیم الامت ص۱۴۵ ج۶)

(۲) مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی قدس سرہ :

میرے عزیزو! اول تو باہمی شناخت بھی بڑی نعمت ہے، ڈاڑھی سے مسلمان پہچانا جائے گا تو بار بار ہر مسلمان بھائی کی دعاء بلفظ السلام علیکم سے سنے گا کہ ہر آفت سے سلامت و محفوظ رہے گا، نہ معلوم کس مسلمان کی اور کس وقت کی دعاء قبول ہو جائے۔ اس تعارف سے باہم انبساط کے ساتھ ملنا ہوگا الیکشنوں کے وقت یہ اخوت در بدر پھرانے سے محفوظ رکھے گی بشاشت صورت پیغمبر کی وجہ سے چہرہ پر فرشتوں کی نظریں پیار و محبت کی پڑیں گی۔ آپ کے بیٹے کا ہم شبیہ سامنے آجائے تو دیکھئے آپ کو اس پر کتنا پیار آتا ہے، پچھلے دنوں کسی جگہ ہندو مسلم فساد ہو گیا تھا، بہتیرے مسلمان بھی ہندو کے دھوکہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں پٹ گئے، وجہ صرف یہ تھی کہ ڈاڑھی منڈانے کے سبب ظاہری امتیاز نہ رہا تھا، ریل گاڑیوں کا تصادم ہوتا ہے اور اکثر مسلمان نعشیں ظاہری علامت نہ ہونے کے سبب غسل اور دفن و کفن اور مسلمانوں کی آخری ہمدردی یعنی نمازِ جنازہ و دعاء مغفرت سے بھی محروم رہ جاتی ہیں، منافقوں نے بھی مسلمانوں کی سی صورت بنانے سے تحفظ جان و مال کا نفع اٹھایا اور ہم مسلمان ہو کر یوں کہیں کہ اسلامی صورت سے کیا نفع؟ مسلمانوں میں باہمی اتفاق کی ضرورت آپ کو بھی تسلیم ہے لیکن ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو جبکہ پہچاننا بھی ضروری نہیں تو اتفاق کس میں ہو؟ (ڈاڑھی کی قدر و قیمت ص۲۱)

(۳) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ :

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الزھد میں عقیل بن مدرک سلمی سے نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہدو کہ میرے دشمنوں کا کھانا (یعنی جو ان کے ساتھ مخصوص ہو جیسے نصاریٰ کا کھانا سور) نہ کھائیں،

اور میرے دشمنوں کا پانی نہ پئیں (جیسے شراب) اور میرے دشمنوں کی شکل نہ بنائیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ بھی میرے دشمن ہوں گے جیسا کہ وہ لوگ حقیقی دشمن ہیں۔

دلائل الاثر ص۱۴ (ڈاڑھی کا وجوب ص۱۱)

نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت اللہ جل شانہٗ کی اذیت ہے۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: من اٰذانی فقد اٰذی اللّٰہ "جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی"۔

جب غیر مسلموں کے ڈاڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچی تو جو لوگ امتی کہلاتے ہیں ان کے اس ناپاک فعل سے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کتنی تکلیف ہوگی۔ (ایضاً ص۲۹)

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ڈاڑھی والوں کا مذاق اڑاتے ہیں، ان کو تو میں ایک شعر سنایا کرتا ہوں ؎

لوگ سمجھیں مجھے محروم وقار و تمکیں — وہ نہ سمجھے کہ مری بزم کے قابل نہ رہا

سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شفیع المذنبین کی خوشنودی کے مقابلہ میں احمقوں کا مذاق کیا قابلِ التفات ہے؟ (ایضاً ص۳۴)

(۴) حضرت مولانا عبدالغفور مدنی نقشبندی قدس سرہ:

آج مسلمانوں نے اللہ کے دشمنوں جیسی شکلیں بنائی ہیں، روزانہ ڈاڑھی استرے سے صاف کرتے ہیں، حالانکہ ڈاڑھی مرد کے لئے رکھنی ایسی ہے جیسے کہ عورت سر کے بال رکھتی ہے مگر یہ سنّت آج کل بالکل متروک ہو چکی ہے، سنت کے ترک کرنے میں جو مداومت کرتا ہے اسے شفاعت سے محرومی کا خوف درپیش ہے۔ درمختار میں صاف لکھا ہے کہ تارکِ سنت پر حرمانِ شفاعت کا خوف ہے۔

(تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبدالغفور عباسی مدنی ص۳۳)

اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا معیار آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

(آل عمران۔ آیت ۳۱)

"کہہ دو، اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے"؟
تو اتباع صورت میں، سیرت میں، لباس میں، رفتار گفتار میں، عبادات میں، معاملات
میں، اخلاق میں اور سب چیزوں میں ہونا چاہیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ
کریں اور شکل و شباہت غیر اقوام کی بنائیں کیا یہ محبت کی نشانی ہے؟ سچا محب وہ
ہے جو ہر چیز میں متبعِ سنت مطہرہ ہو۔ اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا نام ہے۔
(ایضاً ص۳۷)

⑤ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی قدس سرہ:
ڈاڑھی رجولیت کی علامت اور وقار کی نشانی ہے، خود مغربی اقوام میں بھی،
(جہاں ڈاڑھی نہ رکھنے کا عام رواج ہے) ڈاڑھی کو قابلِ احترام اور عظمت کی علامت
سمجھا جاتا ہے۔ کاش! ہم مسلمان محسوس کریں کہ ڈاڑھی رکھنا ہمارے ہادیٔ برحق صلی اللہ
علیہ وسلم اور سارے نبیوں رسولوں کی سنّت اور ان کے طریقہ سے وابستگی کی علامت ہے،
اور ڈاڑھی نہ رکھنا ان کے منکروں کا طریقہ ہے۔ (معارف الحدیث ص۲۱۷ ج ۶)

⑥ حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی قدس سرہ:
ہر عقلمند انسان وہی کام کیا کرتا ہے جس میں کوئی فائدہ یا کسی ضرر سے بچاؤ ہو یا
فائدہ زائد اور ضرر کم ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ آخر ڈاڑھی کو مٹھی سے کم کرنے یا منڈانے
میں فائدہ کیا ہے اور ضرر سے بچاؤ کیا؟ دین کا فائدہ اور ضرر سے بچاؤ تو ظاہر ہے کہ کوئی
ممکن ہی نہیں تو پھر اب یہ غور کرنا ہے کہ آخر کم سے کم کیا کٹانے یا منڈانے سے تجارت،
زراعت، صنعت و حرفت اور ملازمت میں آمدنی زیادہ ہو جاتی یا مٹھی بھر رکھنے سے کوئی
نقصان یا مرض لاحق ہو جاتا ہے؟ حالانکہ بہت لوگ مٹھی بھر رکھتے ہیں، نہ ان کو کوئی نقصان
و مرض ہوتا ہے نہ آمدنی میں کمی۔ اور ضرر گناہ ہونا ظاہر ہے جس کے مقابلہ میں اگر ساری کی
ساری دنیا کا نفع ہوتا تو وہ بھی ٹھکرانے کے قابل تھا، اب خیال کیجئے کہ عقل مندی کا کام
کیا ہے؟ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اس میں کیا معقول فائدہ ہے؟ رہا غیر اسلامی رواج، غیر
مردانہ زینت تو یہ خود نا قابلِ قبول شئ اپنی قوم کی توہین اور غداری ہے اور بے
ڈاڑھی لوگوں کے فقروں کا فکر ہو تو جواب ترکی بہ ترکی دینا چاہیئے (ص۱۷)

⑦ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم:

۵ اتباعِ غیر مسلم سے تو اب بیزار ہو آشنائے یار ہو، بیگانۂ اغیار ہو

کہ بھنگی بھی ڈاڑھی رکھ کر ہمارے صالحین کی نقل سے سردار کہلاتے ہیں اور ہم وضع صلحاء کو چھوڑ کر سردار ہو رہے ہیں۔ ڈاڑھی منڈانا یا کترانا دراصل یہ اعلان کرنا ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی ڈاڑھی کی وضع کو گھٹیا سمجھا اور انگریزوں کے چہروں کو بڑھیا سمجھا، ایمان کی خیر منایئے۔ اور بدون اس کے ایمان ہم بھی تسلیم کرتے ہیں مگر اسی ڈاکٹر اسپیشلسٹ کی طرح جس کی مثال دے چکا ہوں کہ آپ کے پاس جب لایا گیا تو چارپائی پر، معلوم ہوا فالج گر گیا ہے، مریض نے حال بتایا تو معلوم ہوا کہ یہ ڈاکٹر بہرا بھی ہے۔ حال پرچہ پر لکھ کر دیا تو معلوم ہوا کہ آنکھوں میں پانی اتر آیا، بینائی بھی جاتی رہی تو آپ ایسے ڈاکٹر کو اسی وقت نامنظور کر کے واپس کر دیں گے، میرے دوستو! کیا ایسا گھٹیا اسلام اور ایمان خدائے تعالیٰ کے پاس لے جانے کی آرزو کرتے ہو۔ خدا کے لئے اپنی جانوں پر رحم کرو اور غور سے سوچو کہ ہم تو غلام ہو کر ایسی خراب چیز رد کر دیں اور ہم خدائے تعالیٰ کو گھٹیا تحفہ پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔
(مجالس ابرار ص۸۹)

⑧ سیدی و مولائی حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرما دیا ہے: میرا رب اللہ ہے جس نے مجھے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کاٹنے کا حکم فرمایا ہے، آتش پرست مجوسیوں نے کہا ہمارا رب کسریٰ ہے جس نے ڈاڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے کا حکم دیا ہے، اب ڈاڑھی منڈے ذرا انصاف سے بتائیں ان کا رب اللہ ہے یا کسریٰ؟ یا اللہ! تو ہمارا رب ہے ہمیں دل و جان سے، ظاہر و باطن سے، صورت و سیرت سے اپنی ربوبیت کا قائل کر دے، کفار کی مشابہت سے دور رکھ۔ (اللہ کے باغی مسلمان ص۳۱)

ایک اور پہلو سے دیکھئے کہ عام جانوروں میں ان کے مذکر و مؤنث کے مابین کتنا فرق ہے؟ مثال کے طور پر مرغ اور مرغی کا موازنہ کر لیجئے، دونوں پر یکجا نظر ڈالیں تو دیکھتے ہی ہر شخص بے اختیار پکار اٹھے گا کہ مرغ بہت حسین ہے۔ لیکن سوچئے کہ اس کے حسن کا راز کس چیز میں ہے؟ مرغ اور مرغی میں امتیاز کرنے والی چیز کون سی ہے؟ صرف وہ حسین کلغی جس کا تاج اللہ تعالیٰ نے مرغ کے سر پر سجا دیا ہے۔ مرغ کا حسن و جمال اور اس کا نکھار صرف چھوٹی سی کلغی سے ہے یہ کلغی ہٹا دی جائے تو سارا حسن جاتا رہے گا اور مرغ بالکل بدصورت نظر آئے گا۔ (ایضاً ص۳۶)

اگر کوئی بہانہ ساز یہ کہے کہ نہیں نہیں، ہمارے دل میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت محبت بھری ہوئی ہے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سے کوئی نفرت نہیں، تو آپ لوگ سوچیں اور بار بار سوچیں، اللہ تعالیٰ سوچنے کی توفیق عطا فرمائیں کہ ایک شخص کے دل میں کسی کام کی محبت بھی ہے لیکن محبت کے باوجود وہ کام کرتا نہیں، حالانکہ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں، کسی قسم کی کوئی مجبوری بھی نہیں، کوئی عذر بھی لاحق نہیں، جو اس کام سے روک دے۔ اس کا یہ رویہ دیکھ کر کون باور کرے گا کہ اسے واقعی محبت ہے یہ جھوٹ نہیں بولتا؟ اب اگر ڈاڑھی نہ رکھنے والوں کے دلوں میں واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ سے محبت ہے، کسی قسم کی نفرت نہیں تو ہمیں بتائیں کہ وہ کون سی طاقت ہے جو ان کو ڈاڑھی رکھنے سے روک رہی ہے؟ میں تو پچاس سال سے یہ سوال دھرا رہا ہوں کہ بتاؤ کیا خطرہ ہے؟ کس چیز کا ڈر ہے؟ کیا کسی جلاد نے سر پر تلوار لٹکا رکھی ہے کہ خبردار! اگر ڈاڑھی رکھ لی تو گردن اڑادی جائے گی؟ یا کسی نے سینے پر بندوق تان رکھی ہے کہ خبردار! اگر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دم بھرا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اختیار کرلی تو ابھی خاتمہ کردوں گا۔ سوچ کر بتایئے جب دل میں محبت بھی ہے، صورت مبارکہ سے نفرت بھی نہیں تو کون سی چیز ہے جو اس محبوب صورت کو اختیار کرنے سے روک رہی ہے؟ یا یہ کہیں کہ ہم تو ڈاڑھی رکھ لیتے ہیں مگر کوئی زبردستی آکر مونڈ جاتا ہے، اگر ایسا ہے تو وہ ڈاڑھی پر ہی کیوں استرا چلاتا ہے ناک پر کیوں نہیں چلا دیتا؟ ذرا ان باتوں کو سوچئے۔

باقی رہی یہ بات کہ اگر ہم نے ڈاڑھی رکھ لی تو بے دین لوگ ہمیں طعنے دیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب آپ رحمٰن کے بندے بنیں گے تو شیطان کے بندے لازماً آپ کا مذاق اڑائیں گے ..... اگر شیطان کے بندوں سے اتنے ہی خوف زدہ ہیں تو ڈاڑھی کیا، اسلام کا نام لینا بھی چھوڑ دیجئے، وہ تو اسلام کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے، مسلمان کی شان تو یہ ہونی چاہئے

؎ سارا جہان ناراض ہو پروا نہ چاہئے ؛ مد نظر تو مرضیٔ جاناناں چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ ؛ کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے (ایضاً ملخصاً)

⑨ حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خانصاحب صفدر دامت برکاتہم:

حال ہی میں انگلستان کے اندر یہ واقعہ پیش آیا کہ وہاں کی یونیورسٹی نے اپنے ملازموں کے لئے پگڑی کا استعمال ممنوع قرار دیا، جس کے نتیجے میں بہت سے سکھوں کی ملازمت پر اثر پڑتا تھا، مگر انہوں نے بالاتفاق

یہ کہدیا کہ پگڑی باندھنا ہمارا مذہبی شعار ہے جسے ہم چھوڑ نہیں سکتے خواہ ہماری ملازمت رہے یا نہ رہے اس پر وہاں کی گورنمنٹ کو اپنے حکم پر نظر ثانی کرنی پڑی، وہاں کے تمام اخبارات نے بھی سکھوں کو اس حکم سے مستثنیٰ کرنے کا مشورہ دیا۔ یہ ہے زندہ قوم اگرچہ اقلیت میں ہے اور ہند و پاکستان میں ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے مگر ان کا اتفاق اور تنظیم اور اپنے مذہب پر پختہ رہنا قابلِ رشک ہے۔ مسلمانان پاکستان کے لئے مقامِ عبرت ہے کہ سکھ قوم تو اپنے جھوٹے مذہب پر اتنی فدا ہے کہ نوکری و ملازمت کی پرواہ تک نہیں کرتی۔ اور ہم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اسوۂ حسنہ کو محض معمولی ملازمت یا لوگوں کے استہزاء کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ (حلیۃ المسلمین ص۵۳)

(۱۰) حضرت حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم :

فرمایا جہاں قبر میں ہماری نعش اتری پھر اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت پر حساب و فیصلہ ہوگا۔ نبی والی صورت لے کر آئے ہو یا اہل مغرب اور یورپ والوں کی شکل؟ اگر نبی والی شکل نہ ہوگی تو پوچھا جائے گا، تم نے نبی والی شکل کیوں نہ بنائی؟ کیا تمہیں کافروں، یہودیوں اور عیسائیوں والی شکل اچھی معلوم ہوتی تھی؟ کیا تم کو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی رکھتے تھے اور سارے نبی رکھتے تھے، اس کو تم "جنگل" کہتے تھے کہ یہ جنگل کون لگائے چہرے پر؟ بھائی یہ شاہی باغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باغ ہے، تم اس کو جنگل کہتے تھے۔ اس پر استرہ پھیرنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کو تراشنا اور مٹانا ہے اور ایک مشت یہ سرکاری حد ہے، اس سے ذرا بھی کم کرنا جرم ہے، کہ یہ پلاٹ ہے جیسے مکان کا پلاٹ متعین ہوتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پلاٹ کی حد بندی کر دی ہے، جمعرات کے دن ہفتہ میں ایک دن جو حصہ بڑھ جاتا تھا اس کو کاٹتے تھے اور اس طرح پکڑ لیتے تھے کہ آگے نہ کٹ جائے۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حد بندی کر دی ہے، حد بندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے ہوئی ہے۔ اب اگر آگے کاٹتے ہو تو سمجھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک کاٹ رہے ہو اور نبی کے ساتھ گستاخی کر رہے ہو، میرے بھائی مرنے سے پہلے پہلے اپنی حالت کو درست کر لو۔

(باتیں ان کی یاد رہیں گی ص۱۲۱)

عہ یہ روایت قابلِ تحقیق ہے۔ ابراہیم

فہرست مواعظ ورسائل

فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم